بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ہے حمد خلاق حق کا بیان ۔ کہ ہے ہر نشان اسکے آیات شان
بلاشک ہے وہ قادر ذوالجلال ۔ کمالوں کو جسکے نہیں ہے زوال

ہے لائق حمد کے وہ قادر حق ۔ فلک کو جو کیا برپا معلق
عجب کچھ اسکی قدرت ہے کہ یکسر ۔ زمین پانی پہ پانی ہے زمین پر

نکالا سنگ کے سینے سے جوہر ۔ شکم سے ابر کے برسایا گوہر
تنور مہر سے شبنم نکالا ۔ سمندر کے تئیں آتش میں پالا

پرندی میں ہوا پر اس نے راہی ۔ کری ہے زندگی پانی میں ماہی
کیا روشن بدن میں جان کی شمع ۔ نین میں نور بینائی کیا جمع

سماعت کیلیے ہی گوش بخشا ۔ سخن فہمی کے خاطر ہوش بخشا
وہی ہر ایک شجر کو تازگی دے ۔ نہال اسکو کیا ہے پھول پھل سے

وہی رزاق عالم ہر کہیں ہے ۔ اسیکا نام رب العالمین ہے
فلک سے ڈالکے ہر مرہا ہے برسات ۔ پیاسوں کیلیے بھیجا ہے برسات

کریں تا سالکان تا راہ کو گم ۔ بنایا گوہر شب تاب انجم
سدا تا خاکیاں کا ہووے توشہ ۔ کیا پیدا زمیں سے خوشہ خوشہ

اسی نے گل کو بخشا رنگ اور بو ۔ اسی سے ہے گلستاں آب ور جو
کیا جو خلق اہل بحر و بر کو ۔ بزرگی ان میں بخشا ہی بشر کو

دیا ہے آدمی کو عقل و ایمان ۔ عطا انکو کیا ہے علم و عرفان
کسیکو دین کا سرور کیا ہے ۔ کسیکو دولت دنیا دیا ہے

ہوا کوئی حق آگاہی سے ممتاز ۔ کوئی ہے بادشاہی سے سرافراز
ہے کرمنا بنی آدم سے ظاہر ۔ کہ انسان لطف حق کے ہیں مظاہر

دیا ان میں بزرگی انبیا کو ۔ کیا بعد ان کے افضل اولیا کو
بڑھایا وحی سے شان رسالت ۔ دیا اہل ولایت کو کرامت

پھر انبیا راز کر تلقین ان کو ۔ بنایا شمع راہ دین ان کو
وسیلے سے انہوں کے کر گئے آگاہ ۔ ہدایت کی بتایا ہے ہمیں راہ

دو عالم میں نہیں کوئی اسکا ہمسر ۔ عجب وہ ایک ہے اللہ اکبر
ہے اسکی ذات بے شبہ بے نمونہ ۔ اسکو جان بے چون و چگونہ

ثنا اسکی کہاں ہم سے ادا ہو ۔ پیمبر نے جو لا احصی کہا ہو
ہو کب نامی سے حمد حضرت رب ۔ قلم پھیری ہے ہووے غرض مطلب

ذرا ساقیا سن میری التجا
الٰہی دے مجھے تو اپنی الفت
بنا اپنے دل کو میرے چاہ مت دے
ہمیشہ آپ سے کر دل کو آگاہ
مے عرفان سے مجھکو بخش یک جام
اسی بو سے نت رکھہ محو مجھکو
تجلی کا کر اپنے شمع روشن
وہ ذوق و شوق سے کر مجھکو سرمست
سیاہی میں فروغ ماہ بتلا
الٰہی ذرہ درد سے بجان ریز
تو اپنے سایہ رحمت میں لیجا
دو عالم میں انہیں دیکر کرامت
مسلمان جو ہیں ان کو رکھہ تو دلشاد

مجھے ہے میرے مطلب کی دارو پلا
کہ ہو وے دور میرے دل کی کلفت
تو اس گھر میں کسیکو راہ مت دے
نہ رکھہ منظور میرا ماسوا اللہ
رہوں دو جگ میں تا میں ہو کے خوشکام
رہی یہ دین سدا ہر شخص مجھکو
میرے دلکو بنا وادی ایمن
کہ میرے دم سے ہو دیوار و در مست
مجازی میں حقیقی راہ بتلا
شرر در سینہ زار استخوان ریز
شتابی فضل سے جنت میں بجا
سلامت رکھہ سلامت رکھہ سلامت
بحق مصطفٰے و آل و امجاد
ہے بس عاصی اعز الدین نامی

دعا مانگتا ہوں میں ہو مستقیم
بھر اپنے عشق سے سینے کو یارب
خیال غیر کو اس جا نہو بار
مجھے اس بیخودی میں رکھہ تو دلشاد
رہوں ذکر جمالی کا خیالی
حقیقت سے مجھے آگاہ کر دے
شریعت پر سدا ثابت قدم رکھہ
مجھے دنیا میں دین سے کر خبردار
تپ ماتم سے اپنے سینہ بھر دے
گئے ماں باپ جو میرے جہان سے
زن و اولاد کو میرے الٰہی
میرے احباب دنیا بیچ دایم
ہے عاجل دین سے شیطانکو بیر
شفاعت سے نبی کے کر گرامی

کہ ہے ذات حق کی رحیم و کریم
جلا دل کے آئینے کو یارب
نہیں تیرے سوا کچھ مجھکو درکار
کہ بھولوں خود کو اور تجھکو رکھوں یاد
نکال اس وسواس سے تو مجھکو خالی
طریقت میں فنا فی اللہ کر دے
خیال معرفت میں دمبدم رکھہ
سدا رکھہ عین مستی بیچ ہشیار
میرے آہ و فغان میں اثر دے
قرین کران کو گلزار جنان سے
مسرت دو جہان میں دکھلا ہی
رہیں حشمت و خوشی کے ساتھ قایم
الٰہی سب کی ہو وے عاقبت خیر

شرابا طہورا پلا ساقیا
کہ لکھتا ہوں نعت رسول خدا
وہ لاریب سلطان لولاک ہے
چراغ زمین شمع افلاک ہے

محمد باعث ایجاد عالم
محمد جان جسم عالم روح
کرے تا اس کا ذکر علم تقدیس
بچاتا گر نہ اسمٰعیل کی جان
نہوتا لطف اسکا گر نگہبان
سلیمان ہو گیا اسکا ہوا خواہ

محمد روح پاک جسم آدم
محمد ناخدای کشتی نوح
ہوا ادریس مشغول تدریس
تو ہو آدم میں نسل اور قربان
غریق چاہ ہوتا ماہ کنعان
ہوا ہے اسلئے باد اسکے ہمراہ

جھمکتا گر نہ نور شاہ لولاک
اسی سے ہو گیا یہ بول بالا
نہوتا نور پاک اس کا اگر یار
شفا اس سے تن ایوب پایا
اگر داؤد کا ہوتا نہ دم ساز
کلیم اللہ ہی اس سے حرف آموز

نہ پاتا جان ہرگز آدم خاک
کہ صالح سنگ سے ناقہ نکالا
خلیل حق نہ بنتا قایم النار
بشارت دیدہ یعقوب پایا
نہ قوت روح ہوتا اس کا آواز
قوم عیسیٰ اس سے بہرہ اندوز

محمد ہے حبیب حق تعالے
محمد رہبر دنیا و دین ہے
ضیائی گوہر دریائے سرمد
نہ تنہا اوہی شہ روئے زمین کا
اگرچہ شاہ امی سے علم ہے
ہے ہر مومن پہ واجب اسکی تکریم
دہوان سورج کو مشعل میں کہین ہے
ہوا جب اسکے رخ کا نور تابان
زمین پر جا گرے کب اسکا سایہ
ملی جب دو جہانکی اسکو شاہی
عجب کیا گر دو جگمین عز و شان ہو
لگا ہلنے کو سب کسری کا ایوان
ہدایت کا کیا جب خانہ آباد
ملے خاک شفا گر اسکے در سے
روان باد اسکے کوچہ سی اگر ہو
ثنا اس شہ کی مجہ سی ہو سکے کب
وہ خاصان خدا و مصطفی ہین
سعادت اور سیادت کے وہ کان ہے
جہان اسکے تقدس کا بیان ہو
وہ ہے ام الکتاب زہد و تقوی
کرامت کی بزرگی اس سے پائی

محمد شہ دو عالم مین ہوا اعلا
محمد رحمۃ للعالمین ہے
محمد ہے محمد ہے محمد
کہ ہے مسند نشین عرش برین کا
ہر اسکے حکم مین لوح و قلم ہے
کہ در معنی ہے او احمد بلا میم
سیاہی نور مین بنتی نہین ہے
خجالت سی ہوا خورشید پنہان
کہ ہے وہ ظل عالی عرش پایہ
ہوئی مہر نبوت سے گواہی
لوائے حمد سا جسکا نشان ہو
ہوئی فارس کی آتش سرد اس آن
ہوئی ہے شرک کی بنیاد برباد
تو چہوٹے آسمان دوران سر سے
تو ہر یک نخل صحرا کا اگر ہو
مین لکہتا ہون صفات اہل بیت اب
امام و پیشوا و رہنما ہین
تن عصمت کی اور عفت کے جان ہے
مفسر سورۂ مریم وہان ہو
وہ ہے نور ہدی لاریب فیہا
ہے اسکے گہر کی باندی پارسائی

محمد ہے رسول اللہ لاریب
محمد پیشوائی انس و جان ہے
وہی واللہ مقبول خدا ہے
وہی کونین کا سردار ہیگا
عیان ہے من رانی سے سراسر
بہلا ہو کسطرح اس تن کو سایہ
جہان مہر درخشان جلوہ گر ہو
منور ہووے جب ایسا مہ حق
کیا اس نے یہ سایہ جبہہ سائی
بلا شک ہے وہی سلطان ذیشان
قدم اسکا کیا جو فیض جاری
زبس وہ آب انگلیون سے بہایا
اگر اسکی شفاعت کا سخن جا
کرم سے اسکے جسکا بخش جا نگے
ہے شان اسکی سے جز حق کون محرم
ہین اس شہ کے جو اہل بیت اطہار
خصوصا حضرت خاتون جنت
جگر بند نبی ہے وہ حمیدہ
وہی ہے معنی آیات تطہیر
لقب اسکا جو خیر النسا ہے
خدیجہ کو ملا اس سے شرف ہے

محمد ہے دو جگ کا شاہ لاریب
محمد حاکم کون و مکان ہے
اسکی ذات فخر انبیا ہے
وہ عالم مین وہی مختار ہیگا
کہ ذات اسکی ہے نور حق کی مظہر
کہ تہا وہ جسم اطہر نور سایہ
نہ ہرگز سایہ کو اس جا گذر ہو
کہان سایہ کیونکر ہو جائے قمر شق
سیاہی اسلیے لی روشنائی
کہ جو قرآن سے لایا ہی فرمان
بحسرت جو سیاہ اسکی ساری
بنائے کفر کو یکسر ڈہایا
[illegible] جائے
اجل کی نیند بہی اسکو نہ لاگے
وہ ہے آئینہ دار اسم اعظم
بلا شک دین و دنیا کے ہین سردار
طہارت کو ملی ہے جس سے عزت
مجیدہ کیون نہو وہ اور سعیدہ
وہی ہے سورۂ طہٰ کی تفسیر
کہ وہ لخت دل خیر الورا ہے
اگر گوہر ہے وہ تو نام صدف ہے

ہیں سارا کو کچھ نسبت ہے اس سات — کہ فخر مریم و حوا ہے وہ ذات
تستر کا کرون گر اسکے مذکور — زمین مین مُہر مہ ہو جاوے

جہان نقش قدم کا اسکی جا ہے — گذر خورشید کو اس جا کجا ہے
رہی بس وصف مین ہبت نبی کے — نہین تہا جسکا جوڑا ج

ولی حق بجا مولا علی ہے — اخی مصطفےٰ مولا علی ہے
امام انس و جان مولا علی ہے — شہ کون و مکان مو

بلا شک حیدر کرار ہے وہ — رہ دین کا سپہ سالار ہے وہ
علی دنیا و دین کا پیشوا ہے — علی مرتضی اسد شیر خ

علی را قدر پیغمبر شناسد — کہ ہر کس خویش را بہتر شناسد
جو برق ذو الفقار اس شہ کی چمکی — اندہیری کفر کی رہ لی

علی کے نام سے سب کو شرف ہے — عجب نام خدا در نجف ہے
ظفر کو نام سے اسکے ہی پیوند — گلے مین فتح کے ہی یہ

رسول اللہ سے جب معراج پایا — بتون کو بام کعبہ سے گرایا
علی بر دوش احمد چشم بد دور — عیان شد معنی نور

ہین دو فرزند والا اسکے دو شاہ — امامت کے فلک کے مہر اور ماہ
یہ دو گوہر ہین دریائے علی کے — ہین یاقوت و زمرد کا

دو نکتے آیہ تطہیر کے ہین — دو اختر قدس کے تنویر کے ہین
دو گل ہین باغ فردوس برین کے — یہ دو ہین دو طرف جبل الم

یہ دونون دو جوانان جنان ہین — یہ دو عرش برین کے روشنان ہین
یہ دو ہین نور دیدے مصطفےٰ کے — یہ دونون برگزیدہ ہین

یہ لفظ رب کے دو حرف جلی ہین — یہ دو عینین زہرا و علی ہین
یہ دو ہین شاہزادے دو جہان کے — یہ دونون ہین امامان

کیا انکا وصف ہو مجھ بینوا سے — رسول اللہ کے ہین یہ نواسے
بزرگی ان کی بس کیا پوچھتا ہے — پسر جسکا شہ جیلان

جناب غوث اعظم پیر کامل — ہمیشہ وصل حق تہا جسکو حاصل
ولایت کے ولایت کا ہے سردار — کرامت کے خزانے کا ہے

قدم اسکا ہے دوش اولیا پر — عجب کیا گر فلک وہان ہو نگون ہے
شرف کے برج کا ماہ پر انوار — کرامت کے صدف کا در

ملی ہے حق سے اسکو جیسی میری — کری ہے ہر کسیکی دستگیری
امیران اسکے در پر ہین فقیران — کہ ہے وہ میر میران پیر پ

وہی ہے رہنمائے جن و انسان — وہی ہے قطب محبوب سبحان
وہ صاحبزادہ اہل دین کا ہے — نواسا حضرت یسین کا

دو عالم بیچ اسکا نام نادر — ہے محی الدین سید عبد قادر
درود حق ہو ان شاہ عرب پر — اور انکے آل و اہل بیت

اری ساقی وقت کرم آج ہے — کہ دل مائل ذکر معراج ہے
میری فکر عالی طفیل رسول — ہے مشغول سیر عروج و نز

عجب شب تہی عجب شب تہی عجب شب — کہ ہر طالب نے پایا اپنا مطلب
ہوئی ہی روشنی جگ مین بس عام — جکو دیکھو [illegible]

اجالے کا ہوا تہا بول بالا — ہوا تہا رات کا منہ جگ سے کالا
تجلی کا ہوا از بس ظہور ا — فلک سارا بنا تہا چاند

زمین سے تا فلک تہا نور سے پور — بنا ارض و سما نور علی نور
بشر سے تا ملک گلبانگ تہی یہ — کہ سبحان الذی اسری

بجا ہر طرف تہی روشنی بار
غرض روح الامین فی الفور شب
بلایا ہی بجنے اب حق تعالے
عجب کچہ خوبصورت ہے یہ گہوڑا
برنگ برق سرعت خیز تر ہے
سنا یہ خوش خبر جب ہور دین
ضیا سی ہو گیا گہر زین کا معمور
حرم سی بادشاہ دین و دنیا
ضیا سے اپنے رخ کی کرکے پر نور
کیا پہلے فلک پر جبکہ منزل
دو چنداں ہر خوشی کے یہ زہرا
بنا بہرام کے تیغ میر بخشی
کیا مقدم نے اسکے سب کہ پر نور
کہا جبریل کر یہاں مجکو رخصت
چلا سیار ہو کے لامکان کا
کہلی انی انا اللہ کی معانی
میان عاشق و معشوق رمز یست
دو مژگان چون بہم دمساز گردید
خوشی سی پہر کر اپنے گہر کو آیا
تصور صاف چاریاران جو ہیں اکبر
کہ ہر کی یہاں عنایت سی انہیں شاد

سیاہی ہو گئی کافور یکبار
براق لا دیا سا لیکے مرکب
شتابی ہو روان ای شاہ والا
کہ دو جگ میں نہیں ہے جسکا جوڑا
نگاہ و وہم سو بہی تیز تر ہے
کیا آباد آکے خانۂ زین
درخشان کر دیا کہ طور کو نور
یکایک مسجد اقصی کو پہونچا
کیا روشن چراغ بیت معمور
ہوا اس کے قدم سی بدر کامل
مبارک باد گاتی تہی دو ہرا
شہاب برق سی شمشیر بخشی
سیہ بختی زحل کی سب ہوئی دور
نہیں آگے قدم رکہنے کی قدرت
چلا مشتاق ہو اسے نشان کا
نہیں باقی رہی وہاں لن ترانی
کراما کاتبین را ہم خبر نیست
شد و گفت و شنید و باز گردید
یہ مژدہ اپنے یاروں کو سنایا
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر
کہ دو دوسرے ہیں اسکے دو ہیں داماد

ملک کہتے تہے اس رات سراجہ
اترا آیا رسول اللہ کے گہر
ہو جلدی عالم بالا کا سیاح
قدم میں پہنچے کب ہر جبیل اسکو
ہے گردون سی زیادہ وہ سبک رو
کیا ہوں خانۂ زین کو مزین
گویا اندر مبین رب اکبر
ادا کرکے دوگانہ وہاں کیا ہے
تمامی مرسل استقبال آئے
ملا جب صاحب لوح و قلم سے
قدم رکہا ہی جب چوتہے فلک پر
پہر اس بدر الدجا سے فیض پا کر
گیا طے کرکے جب ساتو سما کو
وہاں سی حاملان عرش آئے
اب آگے بات کو جا کا نہیں ہے
جدائی کچہ رکہا تہا قاب قوسین
غرض باتیں جو کرنی تہیں کیا سب
پہر رخصت ہو وہاں سے جب معزز [?]
کہا معراج کا سب اُن سی قصہ
کیا سب زیادہ انکو سرافراز
ہی تو چار یار مصطفے ہیں

سلام ہی حتی مطلع الفجر
کہا کہہ کے سلام رب اکبر
کہ ہیں حور و ملک مشتاق دیدار
بجا ہی کہے کہ ہر جبیل اسکو
کہ اسکو پہنچے کشتی میں نور
کری ہی قصر کو جون شمع روشن
ہوا کرسی نشین عرش برین پہ
چلا کر دو نیہ وہ ماہ پر انوار
ملے اور دولت بیدار پائے
عطارد ہو گیا آگہ رقم سے
ہوا سر بر زمین خورشید انور
نبی ہے مشتری ہی سعد اکبر
معا پہنچا مقام منتہا کو
سواری کے لئے رفرف کو لائے
کسیکو وہ خبر اصلا نہیں ہے
پہ او ادنی اٹہایا حجرا بین [?]
جو سننا تہا سہا اور وہ سنا سب
چلا کرتا ہو احباب کے سیر
دیا ان کو بہی اس نعمت سے حصہ
دیا ان کو بہت سی نعمت راز
ہی منظور و مقبول خدا ہیں

یہی ہین چار جو ہی باغ جنت
بلا شک ہین مہاجر اور انصار
تن اسلام کے ہین چار ارکان
وہ بیشک مومنون کے پیشوا ہین
عیان ہے اس کا درجہ اور رتبت
حجاب قدس سے وایم قرین ہین
زنان ان سے آبرو کو آبرو ہے
ہے ان مین جو خدیجہ اور حمیرا
وہی دونون نبوت کی ہین دمساز

یہی ہین ہادیان خیر امت
یہ چار و یار ہین ان سب کو سرا
جلالتین ہین جیسے چار قرآن
وہی راہ خدا کے رہنما ہین
کہا جب حق نے کنتم خیر امت
بلا شک امہات المومنین ہین
بزرگی ان سے سب عورات کو ہے
تمامی بی بیون مین ہے وہ اولا
وہی دونون رسالت کی تہی ہمراز
نبی پر ہو درود رب اکبر

ہین ایوان خلافت کے یہ ارکان
یہ چارون کشور دین کے ہین قاضی
مہاجر اور انصار سعلا
تک انکی دست قدرت سے ہوا گاہ
نبی کے جو ہین ازواج مطہر
انہون سے ہے وہ تمکین شان عصمت
ثنا انکی کیا قرآن مین حق
نبی کو نہی بہتان سے محبت
مین لکہ سکتا ہون کیا انکی جلالت
ہو ازواج اور اصحاب نبی پر

عیان ان سے ہوا اسلام و ایمان
خدا اور مصطفے ہین ان سے راضی
سراسر شان عزت مین ہین والا
کہا حق فوق ایدیہم ید اللہ
تمامی عورتون سے ہین وہ بہتر
ہے نازل انپہ ہی قرآن عصمت
ہے بہیجا وحی ان کی شان مین حق
کہی تہی جان مین جا انکی الفت
کہ ہین وہ محرم شاہ رسالت

پلا یا دہ دوستی ساقیا | کہ کہتا ہون باعث تالیف کا
کرون کیا بیان پہلے اسکی ثنا | کہ جسکے کہے سے یہ نسخہ بنا

امیر الملک لعل معدن شان
سپہر خلق کا ماہ جہان تاب
ضیائی گوہر بحر سخا ہے
تعجب کیا جو کہولا فیض کا باب
نہین اس سے کسیکو ہمسری ہے
سراپا خلق و خوبی مین بہرا ہے
نہین دنیا مین عقبی کو گیا بہول
نہین ہے دل مین اسکے جای کینہ
ہمارے خاندان مین ایک ہے وہ
عجب کچہ ہے وہ بی بی نیک بنیاد

لقب جسکا ہے ممتاز امیران
خدا کے فضل سے دایم ظفر یاب
بلندی سعادت کا ہما ہے
کہ دادا اسکا تہا نواب ہاب
وہ شمع دودمان انوری ہے
وفای قول مین دایم کہرا ہے
بدل تہا ہی یاد حق مین مشغول
مثال مہر ہے شفاف سینہ
نہایت خوب ہے اور نیک ہے وہ
سراسر ہین حمیدہ اسکے اطوار

کرم کے بحر کا سنگین بہادر
عماد دولت و جاہ خداداد
بہار بوستان ہمت وجود
شکوہ الملک دادا اسکا تہا جو
خوش انداز و خوش اطوار و خوش آئین
فطانت اسکے چہرے سے ہی ظاہر
جہان مین زہد سے ہے نام اس کا
گل فضل و کرم کا رنگ و بو ہے
جو اسکی والدہ خواہر ہے میری
قرابت مین تہی مجہ سے وہ یگانہ

عماد الدین محمد خان بہادر
مروت کے چمن کا سرو آزاد
مہ گیتی فروز چرخ مقصد
سگا بہائی تہا والا جاہ کا وہ
ہے دریا دل سدا اور کوہ تمکین
متانت اسکی خدمت مین ہے حاضر
سدا ہی حق پرستی کام اس کا
برنگ گل ہمیشہ خندہ رو ہے
وہ ہمشیرہ حقیقی ہے جو میری
پہر اسپر اب ہوا ہے سعد یاور

[illegible] ولاد
رہیں دو جگ میں ایم شاد و آباد

[illegible] ہین نواب بیگم
بنت اسکو دو جہانمین رکھہ تو بیغم

رکھے جگمین اسے اللہ خوشحال
جوان بخت و جوان دولت جوان سال

بر آدین اسکے دلکے سب مرادات
رہے محفوظ اور مسرور دذرات

دو عالم مین رکھے حق اسکو ممتاز
رہے دارین کے اندر سرافراز

ہی عرفا احمد حسین اسکا زمان مین
رکھے حق خوش اسے دونون جہان مین

کہ ہی اسبات کا مجھکو نپٹ شوق
نہین خواہش کوی ہے اس سے مافوق

رسالہ وہان ملا کشف الکرامات
ہے جسمین سربسر رنگین عبارات

شتاب اس نثر کو تو نظم کردے
مضامین کو در معنی سی بہر دے

لکھیگا تو جو با صدق ارادت
سعادت ہی سعادت ہے سعادت

کہ یہ ذکر ولی حق ہی لاریب
ہتی جسکی ذات خاص عالم غیب

سراسر دلنشین کر اس بیان کو
کیا وا نظم ہندی مین زبان کو

نہایت زندگی سی دل خفا تہا
ہمیشہ کام حیرت سے پڑا تہا

سلیمان نام جب سے مین بنایا
ارادہ مثنوی کا پہر نہ آیا

طبیعت جوش آیا دل کو یکبار
ولی نے مجھکو بخشا زور گفتار

سمجہ اس مین سعادت دو جہان کی
زبان گویا بنی یکدم درفشان کی

اب آگے بیان شروع داستان ہے

بڑا بہائی ہی اسکا اور بہنان
دو عالم مین رہین دل شاد ہر آن

رہو دنیا مین بخت اور بیٹے شاد
کرے حق گھر کو اسکے دولت آباد

مدام آباد رکھے حق تعالے
ہو اس کا دو جہانمین بول بالا

ہو پورا اسکے جی کا سب ارادہ
سدا ہو عمر اور دولت زیادہ

غرض بیٹا مرا داماد اسکا
مخاطب محی الدولہ سے جو ہیگا

زبانی اسکے مجھکو بول بھیجا
کہ لکھہ احوال تو قادر ولی کا

خیال اسکا بتایا تہا مجھے خواب
گیا ناگور کو مین ہو کے بیتاب

مین اسکی نقل ایک وہان کہے پیدا
خوشی سی ساتہ اپنے لیکے آیا

ولی اللہ کا ہے اسمین مذکور
بناکے اسکو کر عالم کو مسرور

تو اس منظوم کو کر جلد انشا
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

ہوی جب اس سے مجھکو یہ اشارت
نظر کر اسکی الفت اور قرابت

اگرچہ مین سدا رہ کرکے بیمار
زمانیکی تہا فکرون مین گرفتار

خیال شعر سے یکبار منہ موڑ
دیا تہا مثنوی کہنا ہی مین چھوڑ

جواب قادر ولی نے پہر دکی
معا قدرت بنانے کی مجہو دی

لگا اس مثنوی کے فکر مین مین
لگایا دل ولی کے ذکر مین مین

معانی کے جواہر کتین لا
مرا بیات کو بخشا سرا پا

بیان پیشوائی داستان ہے

بلا ساقیا اب کرامت کی مے
کہ ذکر ولی مجھکو درپیش ہے

ہی یورپ مین بڑا ایک شہر معمور
کہ ہی نام اسکا مانکپور مشہور

کئی پیر ولی ہین بستی مین درگاہ
زمین مین سوتے ہین ہر جا حق آگاہ

ہو وہان پنج پیر کا ایک تلی کا میلا
کہ اس جا ہووے ہر سال میلا

لکھون کشف قادر ولی کا بیان
کہ تہی پیٹ سے ماں کے جو جو عیان

تو نگلا ور گدار رہتے ہین اسجا
نہایت ملک وہ آباد ہیگا

ہے گنبد اور مسجد جا بجا وہان
بہت ہندو ہین اور کم ہین مسلمان

وہان تہی ایک بی بی فاطمہ نام
کہ اسکے معتقد تہے اہل اسلام

نجیب وہ قدسیہ یک زاہدہ تھی — نہیں کوئی ایسکے ثانی عابدہ تھی
طہارت اور عصمت میں بھری تھی — خدا کے کام میں ہر وقت جٹی تھی

نقش راہ میں عریان ندیدہ — چھپا ان [illegible] عیان [illegible]
عبادت میں نہیں رہتی تھی تکلیف — تجرد [illegible] تھا کل

نہایت تھی وہ بی بی پاکدامن — لگا رہتی تھی خدا سے ہی سدا من
تھا اوس بانو کا خاوند گرامی — شہ سید حسن قدوس سامی

بزرگ اہل دل والا حسب تھا — مفرد سید عالی نسب تھا
یہ دونوں پاک اور نیک نہاد تھا — جناب غوث اعظم کے تھے اولاد

اونہوں کو بزرگی اور شرف سے — سیادت تھی ہر دو طرف سے
لیے حق سے او دونوں سعادت — نجابت اور جلالت اور سیادت

وہ عرفان سے آگاہ تھے اور — نہایت ہیں اور اہل اللہ کے تھے او
زمانہ میں تھے اپنے او یگانہ — تھے زینت شہر اور فخر زمانہ

[illegible] وہ بی بی پر کرم وہاں سے — ہوئی ہے حاملہ فضل خدا سے
ہوا الطاف خدا کا یا رب [illegible] — شکم میں [illegible] قادر

ولی منزل کیا قدرت [illegible] میں — قمر واصل ہوا برج حمل میں
صدف میں جا کیا انمول گوہر — ہوا [illegible] منا [illegible]

ہوئی ظاہر بزرگی کی علامت — لگی ہونے عیان کشف و کرامت
وہ بی بی پاس آ کر خضر اک شب — خوشی سے کہہ سلام حضرت رب

خبر فرزند ہونیکی سنایا — مبارک باد دینے آپ آیا
کہا دیگا تجھے خلاق اکبر — پسر یک نیک [illegible] او بہتر

کریگا حق اسے قطب زمانہ — وہ اپنے وقت میں ہوگا یگانہ
اسے نت غیب سے ہوگی یاری — جہاں میں وہ کریگا فیض جاری

کیا یہ جو شیخ جب خضر ارشاد — خدا کا شکر کر وہ [illegible]

ظہور کرامت از بطن مادر با [illegible]

کہے ہیں یوں کہ وہ بی بی بیدار — تہجد کا ارادہ کر کے ایکبار
وضو کے واسطے بڑی رات اٹھکر — گئی لے ڈول کو رسی کو بڑا چہ

جو پانی سینچنے کو ڈول ڈالی — گرا ڈول اور رسی آئی خالی
نپٹ اس حرکت سے دنگ ہو تب — کہی دل میں وضو کیونکر کروں اب

نہیں ہے ڈول کی ہرگز نشانی — بھلا کس طرح اب سینچوں میں پانی
عجائب طرح ہے پر کھٹکا ہے — نہ رہی ہی کچھ منزل ناگہ اسے

رہی حیرت میں تھی وہ بی بی [illegible] — سنی ہو شاہ سے آواز بطور
کہاں ہے ڈول تیری پاس سے لے — وہ پانی لے فراغت پا وضو سے

[illegible] پھر کے جو دیکھی تو کیا ہے — بھرا پانی سے ڈول اپنا دھرا ہے
نظر آئی حقیقت رحمت خدا کی — وضو کر کے نماز حق ادا کی

ہوئی جب صبح اجالی ہی رات — کہی شوہر کو اپنے رات کی بات
سنا خاوند نے یہ بات جس دم — ہوا دل میں سرا سر شاد و خرم

[illegible] عبادت سے اپنے رب اکرم — پسر دیگا تجھکو قطب عالم
بذات و صفات کردگار است — کہ خود پنہان و فیضش آشکار است

علی مرتضی احمد غوث جیلانی — کرامت ایک سو بتلائی ہر آن
ہے یہاں کی ہی نہایت صاحب حال — بچا کر ماں باپ دادا کی چلے چال

کرامت دوئم از شکم

ہوی ایک ایسی کرامت
کہ ہی یکسر ولایت کی علامت

کہ مانکپور مین اکر سکھ اور جاٹ
لگے ہین لوٹنے کو شہر اور ہاٹ

تمامی ملک کو کافر لئے گہیر
غرض ہونے لگے کرنے کو اندہیر

تب اُس بی بی نے دیکھ اس شور و شر کو
کہی ہی بند اپنے گھر کے در کو

کہی جاوین کدہر اب کیا کرون مین
قدم کس طرح سے باہر دہرون مین

جوان خوبصورت نیک اطوار
سوار اسپ اور باساز و ہتیار

نکل گھر سے گیا باہر شتابی
کرے دشمن کی تا خانہ خرابی

جو آیا آگے اسکو مارا تارا
ہوا کافر کے لشکر مین پکارا

کیا حملہ جو یکدم شیر شرزہ
پڑا ہی کافرونکے تن مین لرزہ

بجا خونخوار او کفار کا تہا
کہ پوتا حیدر کرار کا تہا

ہوے عاجز نہایت وہ ستمگار
امان چہنے لگے ہر یک ہوا لاچار

کوئی اس شہر مین صاحب قدم ہے
مدد اُنکی جو ایسی دمبدم ہے

یہی تجویز کر سردار لشکر
ملے اس شہسوار دین سے اکر

نظر مت کر ہماری اس خطا پر
ہوی جو چوک ہمسے بخش سرور

انہون نے الغرض توبہ کرایا
وہانسے پہر کے اپنے گھر کو آیا

اُسے دیکھے سے ہو خائف زیادہ
کہی تعظیم کا اسکے ارادہ

کہی خاوند سے بی بی یہ حالت
سنائی اُس جوانکی سب حقیقت

یہ ہی اسکے ہی باعث سب کی امت
اسیکے ہی قدم کی یہ علامت

مہینے نو ہوے اُس حمل کے جب
بتایا خرق عادت یک عجب تب

مجدد ہند سے مشہور تہے او
بڑے ظالم بہت مغرور تہے او

مچائے ہر طرف ظلم اور شرارت
کئے بہتون کا مال اسباب غارت

لگی ہیبت کے مارے تہر تہرانے
نہایت دل مین لاگی خوف کہانے

اسی حیرت مین تہی غلطان کہ آن
ہوا ایک غازی دین وہان نمایان

ایک ہمراہ لیکر فضل رب سے
چلا نیزہ بکف شکل عرب سے

وہان جاکر کیے وہ دین کا داو
مچایا دہوم سارے کافران پر

یکایک اپنی برق تیغ چمکا
بتایا اُن کو پہر رستہ عدم کا

کیا تلوار کو اپنی علم جب
ہوے سر دشمنونکے پہر قلم سب

بتایا ہر ستمگر کا بد احوال
کیا سب سرکشونکے سر کو پامال

کہے دلمین علی ہی یہ بلا ریب
کہ بہیجا ہیگا اسکو عالم غیب

اب اس سے صلح کرنا ہی بہلا ہی
لڑائی کا ہمین مقدور کیا ہے

کہے ای نوجوان ہمکو امان دے
خدا کیواسطے بس جان مت لے

کبھی ایسی نہین ہو ویگی تقصیر
نہ کہینچینگے ہم اس بستی پہ شمشیر

وہ بی بی اس تماشے سی ہوئی دنگ
بنا ہیبت سے اسکا اور ہی رنگ

یکایک آکے اپنے گہر کے اندر
ہوا غائب برنگ برق انور

یہ سن سید حسن بی بی سے بولا
تجہے بیٹا ولی اللہ ہوگا

ہی تجہپر فضل اللہ مبارک
مبارک ہو مبارک ہو مبارک

پلا ساقیا می بعیش و طرب
بیان تولد مین کرتا ہون اب

زمین تا فلک کیون نہو دھوم دھام
کہ ہوتا ہی ظاہر ولی انام

رہا ہی دو سن مہینے تک برابر
شکم مین ماں کے وہ ماہ منور

سن ہجری ہوئی نو سو پچاس جب
ہوا پیدا ولی پاک مشرب

ولایت کے فلک کا ماہ نکلا کرامت کے جہان کا شاہ نکلا
تر و تازہ ہوا مقصد کا گلشن ہوا بزم کرم کا شمع روشن
سعادت کا ہوا ہی خانہ معمور کیا عشرت سے مانکپور کو پور
ہوا پیدا جو وہ پاکیزہ گوہر لگا ہونے تصدق ماہ انور
فلک نے مہر سی کرکے نظارہ ستارونسے معاً سینہ اتارا
خوشی سے مشتری ہوئین بجا ہین ائی زہرانے اس مہ کی بلائین
زحل بیت الشرف مین ہوکے داخل کیا مریخ کو فرحت مین نازل
عطارد کر رقم زیج طرب کو کیا شمع لگن راس و ذنب کو
خوشی سو چرچ لاگا گھر منے وہان لگے کرنے مسرت اہل دوران
ہوا دل مادر ایام کا شاد زمانے کا ہوا ہے خانہ آباد
ہوئے تب خرم و خوش والد اسکا فقیرون کو بہت انعام بانٹا
کیا فرزند ہونیکی بڑی دہوم بجا لایا ہی شکر حی و قیوم
بفضل حق پسر کا اسم نادر رکھا شاہ حمید عبد قادر
غرض ماں باپ کا وہ قرۃ العین لگا پلنے بہت چاؤنسے دن رین
نہ تنہا یک تھا شمع دودمان او ہوا چشم و چراغ یکجہان او
تھی مثل مہ ترقی اسکو ہر روز کئی دن مین ہوا ماہ دل افروز
نظر کرتا جو اس طفلک کو یکبار تو ہوتا اس کی الفت مین گرفتار
چمک اسکی جبین پر بیکران تھی کرامت چشم و چہرے سے عیان تھی
بفضل حق ہوا دو سال کا جب کیا رسم فطام اسکا پدر تب
چھٹا دودھ شیر خوارہ کا چھڑایا غرض ہونکو بلا کھانا کھلایا
غنیمت سب بزرگونکی کیا ہی بہت لوگون کتین جوڑے دیا ہے
بڑہا گل ہوئی مسرور و خوش گل مسرت اور فرحت کی تھی غل
ہوئے اسکے فضل سے شادمان سب لئے اپنی مراد اور پائے مطلب
نہایت تھا وہ بچا صاحب کمال نہین تھی اور لڑکونکی فری چال
بہت شام و سحر سوتا نہین تھا کبھی وہ بھوک سے روتا نہین تھا
ہوا جب فضل حق سے تیسرا سال نہی کچھ اور صورت اور ہی حال
ادب سے ہر طرف تھا پھرنا چلنا نہ ہرگز کودتا تھا نا اچھلنا
اگر کپڑا کہین تن پر سے سرکا شتاب اپنے بدن کو چھپاتا
تھا بیداری مین یا تھا خواب بچھونے پر نہین کرتا تھا پیشاب
نہ جھنجھلاتا نہ ہٹ کرتا کسی آن سدا سنتا تھا باپ اور مان کا فرمان

ظہور کرامت در سن سہ سال

کہین یکدن منگا دودھ کی مائی اسے اوٹانے چولہے پر چڑھائی
یہ بچا تھا جو ماں کے پاس بیٹھا کہا وہ دودھ مجھکو دے ذرا لا
سخن اپنے پسر کا سنکے ماں نے گئی ہی شیر کو برتن مین لانے
کٹورا لے نکالی دودھ جو دودھ تمامی گر پڑا چولہے مین وہ دودھ
ہوئی اس بات سے دلمین مکدر کھڑی ہی چپ رہ گئی حیران ہوکر
یہ حال دیکھکر طفل جوان ہوش کہا ماں کو نہ کھا تو فکر سے جوش
نکر آزردہ جی کو ہو نہ دلگیر شتابی جاکے چولہے سی اٹھا شیر
سنی جو ماں نے یہ بیٹے سے گفتار اٹھائی خاک سی دودھ اپنا یکبار
کٹورے مین وہ دودھ اپنا اٹھائی نہ مٹکا اور نہ مٹی تھین پائی
نہ تھی کچھ راکھ اسمین اور نہ کچرا سفید و صاف گے سی تھا آ گلا

پلائی دودھ لا کے پسر کو　　کئی سیراب اُس لخت جگر کو
بہت کر پیار چھاتی سے لگائی　　خوشی سے اپنے گود مین بٹھائی
خدا اسکو کیا جب چار سالہ　　پڑھا گویا کرامت کا رسالہ
فصاحت سے کیا اقرا [illegible]　　قرآن [illegible] آیت
ہوا اُسکو خوش جی پھر ملک کا　　کیا صد آفرین قاضی فلک کا
کئی دن مین بہرۂ علم و عرفان　　بیان کرنے لگا معنی قرآن
زبس تھا فضل رحمان شہ پہ شامل　　ہوا ہے پھر کمال دین مین کامل

کرامت دوم در عمر سال ہفتم

بنی ہی شکل ایسی ایکدن اور　　بزرگی طفل کی دیکھیے ذرا غور
ہوا جب ہفت سالہ عبد قادر　　کرامت اور ایک دکھلایا نادر
نماز صبح کو مسجد مین جا کر　　خدا کی بندگی آ یا ادا کر
جو واں سے گھر کو آ کے ماں سے بولا　　اگر کھانا پکا اب ہیگا تو لا
لگی ہی بھوک ای ماجان مجھکو　　کھلا کھانا شتاب اس آن مجھکو
کہی ماں نے ذرا رہ جا میرے لال　　کہ چولہے پر چڑھے ہین چاول اور دال
گئی ہی آگ لینے آنے کو دائی　　تنک کر صبر ہو پیارے اب آئی
ہوئی صدقے مین تیری بھوک پر سے　　پکا دونگی مین کل پہلے پہر سے
کہا ماں سے کہ رزاق دیویگا اب　　نہ یکدم رکھیگا بھوکا مجھے رب
تو ہانڈی کھول کے تک دیکھ تو جا　　کہ اس مین قدرت رزاق سے ہی کیا
جو ہانڈی کھول کے دیکھی ہی مانے　　لگی ہی اُس سے بو نعمت کی آنے
نہ آتش ہی نہ لکڑی ہیگی اُس جا　　دھرا کھانا ہے سب پکا پکایا
تیری اسحال سے حیرت مین مائی　　غرض فرزند کو کھانا کھلائی
وہ کھانا کھائے پھر خاوند اور آپ　　ادب اُسکا لگے کرنے کو ماں باپ
ہوئی اُس روز سے شان اسکی مشہور　　لگا ہونے کو ہر ایک جا اسکا مذکور
لگے کرنے کو عالم اسکی تعریف　　اُسیکی ہر جگہ ہوتی تھی توصیف
عبادت حق کی کرتا شاہ میران　　اُسیکے ذہن مین رہتا پھر ہر آن
بجز طاعت نہین تھا اُسکو کچھ کام　　خدا کی ذکر مین تہا صبح و شام
سدا اُسکو تھا شغل یاد اللہ　　کبھی نہین کھیلتا بچون کے ہمراہ

پلا ساقیا تک شراب سرور　　کہ جاتا ہون پیر مغانکے حضور
ہو قادر قرین جوش سرشار سے　　ملا جا کے غوث گوالیار سے

ہوئی سترہ برس جب عمر قادر　　ہوے اکثر کرامت اس سے صادر
ہمیشہ کشف مین کٹتے تھے اوقات　　گویا تھی خرق عادت اُسکی ہر بات
ہوا ہی دل مین عشق اللہ کا جوش　　کیا ہی بادۂ الفت نے مدہوش
جو معشوق حقیقی کا لگا دھیان　　لگا کرنیکو وجد و حال ہر آن
اُوسیکے ذوق مین سرشار رہتا　　اُسیکے شوق مین بیدار رہتا
وہی ذہن تھا وہی تو تھی وہی چاہ　　نہین تہا کچھ خیال ماسوا اللہ
اوسیکا یاد تھا دل مین سمایا　　ہوا مستی کا اُسپر یک سمایا
ہوئی یکبارگی ایسی بے قراری　　کہ صبر و تاب بھاگی ایکبارگی
لگی پھر محبت جوش کھانے　　جگر لاگا سرشک خون بہانے
کہا قادر ولی ماں باپ سے تب　　کسی صورت سے مجھے رخصت کرو اب
بنا ہی دل میرا اب سخت شیدا　　کرون گا جا کے کوئی پیر پیدا
مین کر کے مرشد کامل کو حاصل　　وسیلے سے اُسکے ہون گا واصل

مریدی کا کیا ہوں نہیں ارادہ
مجھے یہ شوق ہے حد سے زیادہ

رضا دو تا کروں دنیا کا پھیرا
قدم دیکھوں گا جتنا ہوں تو پھیرا

ہی دوری اسقدم کی کب گوارا
نہیں پر آب و دانہ سے ہی چارا

سنے ماں باپ نے جب اس سے یہ بات
لگے کرنے بہت دل بیچ ہیہات

کہے نور البصر ایسا ہمارا
جدا ہوتا ہے ہم سے آشکارا

فراق اسکا ہمارے سے پر بلا ہے
پر اب تقدیر سے تدبیر کیا ہے

نہیں لگنے کا دل ہرگز اسکا مطلق
کہ ہی لاریب وہ مستانۂ حق

بھلا ہی اسکو حق پر سونپنا اب
نگہبان اسکا ہوگا قادر رب

بہت رو رو کے چھاتی سے لگا کر
اسے ماں باپ نے سونپے خدا پر

غرض سر رکھ قدم پر ہو کے رخصت
چلا شاہ حمید پاک سیرت

مسافر ہو چلا راہ خدا کا
رہ صحرا لیا طالب خدا کا

طریق حق میں کر کے پائے مردی
چلا پہنچا ہوا گرمی و سردی

نہ ڈر برسات کا نے دھوپ کا غم
وہی مرشد کا دم تھا اسکو ہر دم

بفضل حق کئے منزل کو طی کر
قدم رکھا ہی آ بستی کے اندر

تھا اس بستی کا نام خوش گوالیار
وہاں طالب کا مطلب تھا نمودار

اسی بستی کی مسجد بیچ آ کر
ولی حق کیا منزل مقرر

کیا گھر میں خدا کے جب وہ جاگا
نصیبا اسکا دونا جگمگا گا

اسی مسجد میں قائم ہو کے دن رات
کیا وہاں کے بزرگوں سے ملاقات

کئے تھا اس بزرگ دین کا جبتک
نماز و نہیں شب احد روز و نہیں دن

بجز روزہ نماز اسکو نہ تھا کام
یہی تھا کام اسکا صبح اور شام

تلاش پیر کامل کی تھی خواہش
اسی خواہش کی تھی نت دل میں کاہش

مناجات شاہ حمید بدرگاہ رب مجید

نہیت قادر ولی بیکل ہو یکرات
کیا درگاہ میں حق کے مناجات

الہی کوئی حق آگاہ کو بھیج
میرے نزدیک خضر راہ کو بھیج

شتابی پیر کامل سے ملا دی
حقیقت کا مجھے رستہ بتا دی

کوئی سالک ہو ایسا میرا ہادی
کہ جس تک پہنچوں کر کے قطع وادی

کسی عارف کو میرا پیشوا کر
مجھے سچ والے سے آشنا کر

شراب معرفت مجھکو پلا دے
کہ آئینے کو سینہ کے جلا دے

ہوا فضل خدا تب اسکا دمساز
دیا ہی غیب سے ہاتف نے آواز

تیرا ہے پیر کامل صاحب اسرار
ہی جسکا نام سید غوث شطار

تو جا خدمت میں اسکے با عقیدت
بتا دیگا تجھے راہ حقیقت

سنا ہے یہ صدائے غیب جس دم
بہت دل میں ہوا ہی شاد و خرم

ملا اسکو سراغ مرشد آباد
بفضل حق ہوا گھر دل کا آباد

کیا ہی ڈھونڈ کر مرشد کو پیدا
ہوا [illegible] اسکے مطلب کا ہویدا

قران مشتری مہ سے ہوا ہی
جگہ قطرے نے دریا میں کیا ہی

ہوا ہی وصل بلبل کا چمن سے
ملا پروانہ جا شمع لگن سے

ادھر ہو کشف سے مرشد بھی آگاہ
اسیکے آنے کی تھا دیکھتا راہ

یکایک یہ ادھر سے ہو کے بیکل
حضور پیر آیا مستی جبل

[illegible]
کیا حاصل دو جگ کی شان و عزت

تھا از بس جوہر قابل دل اسکا
ہوا ہی پیر سے روشن دو بالا

کرم مرشد کا جب شامل ہوا ہے
کہ بہت عارف کامل ہوا ہے

فنا فی اللہ ہو کر کے وہ دمساز
بنا بزم بقا کا محرم راز

غرض مرشد کہتے تھے شب و روز — لگا رہتا ہے ہمیشہ فیض اندوز
سکھایا اسنے علم جفر و تکبیر — بتایا رمز و دعوت اور تسخیر

حضور حضرت غوث گوالیار — رہا کرتا تھا بندہ وہ بخت بیدار
مرید ایسا بزرگ اور پیر ایسا — سدا آپس میں صحبت پوچھنا کیا

بزرگی پیر کی ہے شہرہ کل — کہ جو بولا تھا یا مرشد اٹھ سنبل
ہزاران ہو گئی تن سے خجالہ — عجب کامل تھا وہ اللہ اکبر

لڑکپن میں اسی باہم دوستی سے — کراتے تھے وضو دائم فرشتے
بفضل حق ہوا خواجہ جوان جب — دیا ہی غوثیت کا مرتبہ جب

احوال حضرت خواجہ محمد غوث گوالیاری

ذرا بیان قصہ غوث گوالیار — عقیدت سے سنو کرتا ہوں اظہار
یہ ہے ہیں اگرچہ خواجہ کے کرامت — پر اس جا میں لکھوں ہوں یک حکایت

کہیں طرف ہلا کے سفر — تھا گھر خواجہ کا رجواڑے کے اندر
مرید ڈھونگے رجا جا وہان — خوشی سے ملکر رہتے تھے سدا وہان

مرید اک اسکا تھا دعوتین کامل — تھا تعویذ اور پڑھنے بیچ عامل
انہیں ایک بیٹی راجہ کی نظر آئی — نگاہ کافر اسکے دل کو بھائی

ہوا اسطور اسکے عشق کا جوش — کہ اپنے کو کیا زاہد فراموش
غرض اک علم دعوت کر کے کرتا — منگایا دختر راجہ کو گھر گھات

مؤکل چھوکری کو لاتے جب — مسلمان کر نکاح اس سے کیا تب
زبس دل مبتلا اس نار کا تھا — نہیں کچھ ڈر ذرہ اعتبار کا تھا

ملا اسکو جو وہ حلوائے بے دود — ہوا ہی کامیاب اصل مقصود
کیا کرتا تھا ہر شب یوں ہی صحبت — شتابی صبح کو کرتا تھا رخصت

ہوئی پہ حکم رب سے حاملہ زن — ہوا بیٹی سے اپنے باپ بدظن
جب گذرا حال لڑکی نے سنایا — نہایت باپ دل میں پیچ کھایا

ہوئی یہ بات آخر سبکو معلوم — پڑی بستی کے اندر جا بجا دھوم
کیا جل بھن کے تب فرمان یکبار — فقیروں کو کرو اس شہر سے باہر

نہ دم لینے دو انکو یہان کوئی دم — نکالو سبکو جلدی کر کے برہم
گھڑی پانی نہ پینے دو یہان آج — کرو یکدم انہیں بستی سے اخراج

یکایک مرہٹے کی دھوم آئی — بلا کی دھوم اور آفت مچائی
جناب خواجہ دل میں ہو مکدر — چلے وہاں سے مریدان ساتھ لیکر

زن و اولاد کو لے ایکباری — ہوا راہی ولی رب باری
چلے جنگل کو جب ہو سب مسافر — لگایا فوج انکے پیچھے کافر

کہا بذات لوٹو ان کو تم اب — کرو بے آبرو ناموس کو سب
لیے ہیں دختر راجہ کو کر جور — دو چندان تم کرو اسے اسطور

ہزاران مرہٹے کے آکے سوار — لیے اس قافلے کو گھیر یکبار
زبردستی سے کر رہا ہے غارت — لگا مرہٹیا کرنے شرارت

ستم کرنے لگے حد سے زیادہ — کئے خواجہ کی بیبیوں کا ارادہ
نیت بے باک ہو ہر ایک ناپاک — ہوا تھا آبرو لینے پہ چالاک

کہا خواجہ نے تب اسباب لیو تم — بس ہمکو آبرو سے چھوڑ دیو تم
میری ناموس پر مت ڈالو ہات — تمہارے حق میں یہ اچھی نہیں بات

نہ مانے بات خواجہ کی ذرا وہ — کئے نیں دل میں کچھ خوف خدا وہ
کیے زغہ تمامی آکے خرمست — بلا ناگہانی آئی یکدست

کہا خواجہ نے کر حق پر توکل
بڑے صحرا مین یکدم سر کٹے سب
سنا یہ ماجرا سالار کفار
یہ جاکر عجز سے اُسکو بلا یا

بلا ساقیا آب مرہم سی ہے

برائی تہی جو اُسکے دلکی سب آس
کیا اُسکے مکا مین اپنا بستر
بزرگی سی ہوتے جو اُسکے آگاہ
تہی اُسکو انبیا ہی ایک دختر
تہی شہزادی ولایت کے جہانکی
نہین ایسا ملیگا مجھکو داماد
ارادہ بیاہ کا ہیگا گر اُسکا
میری بیٹی سے اپنے بیاہ کر دے
جواب انکو کہا تب عاشق حق
کہا ہے آستین کو کہول کر تب
تہا گہوارہ لٹکتا یک مکان مین
سراپا گوہر و جوہر مین ہے غرق
ذرا وہ ناز سے جو مسکرائی
ہوئین یہ دائیان دیکہہ اُسکو بیہوش
نہین کچہ بی بی اپنی یہ حقیقت

بہت غصے سے یا مریخ اکثل
وہان سے مر ہیٹے تب مر ہیٹے سب
ہوا حیرت سے مثل نقش دیوار
نہ مانا بات خواجہ پہر نہ آیا
مریدان لیکے وہان اترا ہی دلشاد

کہ دل میرا وابستہ کبہی ہے

لگا رہنے کو قادر پیر کے پاس
گیا جم اُسجگہہ جون تار بستر
نہایت دلمین اُسکے جا کئی چاہ
نہایت خوبرو او نیک اختر
کلی تہی وہ کرامت کے جہان کی
کہ ہیگا نیک سیرت پاک بنیاد
شتابی سی خوشی مجھ سے کہو آ
قران مشتری با ماہ کر دے
نہین نسبت کی خواہش مجہکو مطلق
ذرا دیکہو تم آستین ہیگا کیا اب
مرصع جون ستارے آسمان مین
نہتا یک ذرہ ہرگز مہر سے فرق
گویا یکبار بجلی جگمگائی
رہے جون صورت تصویر خاموش
ہوئی اُسکو بھی اسحالت سی حیرت

معاً یہ حرف آتے ہی زبان پر
رہے باقی سو بہاگے بے تحاشا
امیرون کو کہا خواجہ نے کہ جاؤ
وہانسے کافرون پر فتح پاکر
بفضل حق ہوا او قریہ آباد

بفضل خدائی حمید جلیل

حضور دل سے جا نمبرہ کی دایم
ولی پاک کے مرشد کی بی بی
بہت چاہنے لگے قادر ولی کو
رخ اُسکا تہا سراسر شعلہ نور
غرض مان نے ارادہ بیاہ کا کر
کئی دو دائیان پہر اپنے تیار
کہے یہ دائیا مخفی اُسے جا
قبول ہوگے گر اس نسبت کو صاحب
مجہے ہے بانگی تکلیف و ہمت
وہ جہانکی آستین مین اُسکے جو ہین
اور اُسمین بیٹھی ہیگی ایک محبوب
رخ رخشان سراسر بدا نور
نین ہر یک جو تہے فتان و کہیفی
معاً حقکا ولی انکو اٹھا یا
کہی حال اسکا اپنے مرد سی سب

کٹے بارہ ہزار اسوار کے سر
کہے راجہ سو رد کر یہ تماشا
شتابی پاؤن پڑ پکڑ شہر مین لائے
رہا گو ابیار کی بستی مین جاکر

حرم کو چلا ہے ولی خلیل

ہوا [illegible] اُسکے دل سی قایم
[illegible] و وقت کہا [illegible] تہی
کئی [illegible] قادر ولی کو
[illegible] سی تہو اُسکے تن تجلی نور
کہی قادر ہی اس نسبت کو بہتر
کہ مرضی اُسکی بیوی جانے کیا ہے
کہ پیرانی کو [illegible] ہی تمنا
مناسب ہے مناسب ہے مناسب
کہ نسبت سی نہین ہے مجہکو نسبت
نظر آئے عمارات خوش آئین
بہت خوب اور بہت خوب اور بہت خوب
چمک دانتون مین اُسکے جیسے اختر
رکہی تہی یا دخو نریزی کی سینی
گئے گہر اپنے جب یک ہوش آیا
کہا عورت ستی سن غوث ہیگہ

تھی وسعت ہونے کو اللہ سے کام
پہنچبہر اسکو وہ عاشق ہی حقا
نہین دنیا سے اسکو کام یکدم
خلافت کی ہوئی خلعت عنایت
وہ پیدا کسطرح سے ہوگا کہ اب
ہو قادر دست یک ادب
کہون یہ بات مین کیا مجھکو یارا
کہا ہی تمکو روشن دل خدا نے
تجھے قدرت سے خالق دیگا فرزند
خوشی سے الغرض قادر ولی کو
شتابی یہانسے بیت اللہ کو جا
وہ تھے سردار قزاق اور رہزن
تھے سو سو مرد ہمراہ سردار کیساتھ
بیاد حق بنا اُن کو مولف
بہت سہتا ہوا رنج سفر کو
گرا بیتاب ہو جب اُنکے پاپر
جو آئے ساتھ تھے دیکر رفاقت
کہی یکروز ماں نے ہنسکے بابا
کیا قادر ولی تب ہان سے یون عرض
کہی مان نے کہ نسبت تیری بہتر
ولی اسبات سے ہو کر مکدر

نہ شادی سے یہانسے بیاہ کرکم
رہ عرفان کا ہی مجذوب حقا
ہے وہ ثانی ابراہیم ادہم
بنا عالم کا ہادی ہر ابیت
تولد کا ہے اسکے کونسا ڈھب
کیا معروض اُس عالی نسب سے
ہی ہمہ کے آگے کیا نور ستارا
تمھارے ہین یہ باتین کون جانے
رہیگا تو ہمیشہ اس سے خرسند
کہا مرشد نے اب کعبے کو جا تو
طواف قبلۂ اقدس بجا لا
کہ ہر یک تھا فسادی اور پرفن
وہ سب حاضر تھے اسجا باندھکر ہاتھ
طواف حج سے کر سبکو مشرف
بافضال خدا پہنچا ہے گھر کو
بہت ساروئی چھاتی سے لگا کر
کہی اُن کے تکلف سے ضیافت
تری شادی کی ہے مجھکو تمنا
سفر کعبے کا ہی مجھپر نیت فرض
قرابت مین کہی ہون مین مقرر
کیا یکبارگی جب گھر کے اندر

وہ بہر حقیقی کا فدا ہے
حقیقت کے طریقت کا ہی سالک
غرض خدمت مین مرشد کی جو دس سال
کٹے ہین پھر یکدن اُس سے پوچھا
ہوئی تمکو خواہش تجرید و تفرید
یہ سارا راز ہے حضرت کو معلوم
مجھے مقدور کیا جو لب کو کھولون
مرید خاص کا انداز پا کے
بفضل حضرت خلاق معبود
کیا ہی بیان از حج اصغر
شہ سید محمد غوث سلطانی
کیا تھا ان سبھونکو مار کر رام
کیا مرشد نے اُن سبکو سراسر
غرض مرشد سے اپنے ہو کے خوش وہ
قدم ماں باپ کے پھر آکے دیکھا
دل و جان سو گئی ہین واری وارکے
کئی دن تک ہا ماں باپ کے گھر
تو پہلے شادی کر لے اے مرے لال
نہ دو تکلیف شادی کی مجھے اب
ہوا تیار تھی سامان سارا
نظر اسکی پڑی مسند سے یکبارہ

نہین مطلب مجازی سے رہا ہی
دیا معرفت کا ہوگا مالک
ہوا ہے فیضیاب وہ صاحب حال
کہا قسمت مین تیری ایک جو بیٹا
بنیگی کون صورت شکل تولید
کہ جانے حال خادم خوب مخدوم
ہون مین کیا چیز جو یہ بات بولون
کہا تب پیر نے یون مسکرا کے
کرامت سے تری ہوگا وجود
خدا کے گھر مین جا کر حج اکبر
کیا ہمراہ اسکو چار سردار
بصدق دل قبولے تھوا وہ اسلام
تو لیکر جا مرید اپنا بنا کر
چلا قادر ولی با آہ و افسوس
سعادت دین اور دنیا کی پایا
کئی نیت ادا صدقے اُتارے
کیا پھر قصد کعبے کا مقرر
پھر اسکے بعد جا کعبے کو فی الحال
نہین اسبات سے کچھ مجھکو مطلب
بندھا مسند و اہی ہو گھر تہی سنوارا
لگی سب بانیان کو اسکے انکار

ہوی ماں دیکھ یہ حالت کو ششدر
نہایت گھبرای بن کر ہی ڈر

کہی بیٹے سے ای بابا یہ کیا تھا
بھلا یہ غصہ تجھکو کب روا تھا

نہیں ہرگز روا ایسی جہالت
بزرگی کے محل سے شرارت

کیا اب عرض یوں ماں کے قدم چوم
مجھے ہرگز نہیں یہ بھید معلوم

کہاں سے آکے منہ کو لگی آگ
کدھر کی یک بیک یہ چلی گی آگ

مگر شادی سے ناراضی خدا ہے
جو منڈوا ہر سیرلوں جلگیا ہے

بہر صورت مجھے رخصت کرو اب
کروں جا میں طواف خانۂ رب

مئی شادمانی پلا ساقیا
خوشی سے سخن تک تو ساقیا

کہ ثانی یوسف سے یکتا ملا
با فضال حق ہو قیہر جا ملا

خدا کی راہ کا وہ عاشق فرد
چلا لے ساتھ اپنے چار سو مرد

مطیع امر ہو دن رات اسکے
خوشی سے چلے سب ساتھ اسکے

رکاب پیر میں دنگل کی دنگل
چلے ہیں قطع کرکے کوہ و جنگل

نہ خوف شیر نہ چوروں کا تھا ڈر
کہ تھا ہمراہ لیا خضر رہبر

کرم مرشد کا انکے ہمعنان تھا
ولی کا سایہ انکا سائبان تھا

زبس تھی انکو راہ دین سے قربت
نہ صبح وطن نہ شام غریب

نہ کہا نیکا نہ پانی کا الم تھا
کہ زاد راہ انواع نعمتا

سفر سے دیکھیں کیونکر تھی رنج
جب لیا ساتھ ہو شیخ شکر گنج

کئی دن جب چلے منزل بمنزل
ہوسے لاہور کے بستی میں داخل

مشایخ اور عالم اس جگا کے
ملے حضرت سے استقبال آکے

گئے لے شان سے بستی کے اندر
اُتارا سے مسجد جامع میں لاکر

قدم سے اسکے پائے سب سعادت
ملی باشندگان کو وہاں کی عزت

ہوا پر نور سارا شہر لاہور
ہوا اس ملک کا کچھ اور ہی طور

کرامت کے فلک کا قطب عالی
سعادت کے ولایت کا وہ والی

کئی دن تک رہا اس شہر میں جب
ملے وہانکے بزرگان آنکر سب

کئے صحبت سے اسکے کام حاصل
ہوئی اپنی مراد دلسے واصل

تھا ایک وہاں شیخ نورالدین قاضی
کہ خالق خود خلق اُس سے تھے راضی

نہایت تھا بزرگ نیک اطوار
سراسر تھا خداترس او ردیندار

بھرا تھا اس میں ایسا زہد و تقوی
کہ تقوی اس سے تھا محتاج فتوی

ملا تھا حال کو ہیں ذات سے حال
لیا اسکی زبان سے قال نے فال

غرض قادر ولی سے اُس نے کی شب
کیا یوں عاجزی سے عرض مطلب

کہ مجھکو اور مری بی بی کو ہر دم
ہی بے اولاد ہونے سے بڑا غم

کیا سب چیز سے حق ہمکو خورسند
ولیکن یک نہیں فرزند دلبند

اسی کچھ فکر سے ہمکو شب روز
جگر پر داغ ہی اور سینہ پر سوز

اسی غم میں جوانی سب گئی ڈہل
نہ نکلا جہاڑ سے امید کے پہل

کہا قادر ولی قاضی سے سنکر
تمہارا سلسلہ پہنچی ہے کہاں پر

نسب ملتا ہے جا کس خاندان سے
ہی تم دونوں کتنی نسبت کہاں سے

کہا صدیق کے اولاد ہم ہیں
یقین ہم شیخ صدیقی عظم ہیں

اسی گہر سے ہمارے ہیگی بنیاد
اُسی سرور کے ہیں ہم دونوں اولاد

ہمارا سلسلہ اس سے قرین ہے
جو پایہ خاتم المرسلین ہے

کہا قاضی سے وہ صاحب کرامات
نہا دہو کرکے دونوں آج کی رات

دعا مسجد میں مانگو حق سے یکدم
کریگا فضل پھر خالق عالم

ہوے ڈانک انکو کھا کر بیچارہ
اڑے گنگے پکڑے منھ مین یکبار

اٹھا کر تب پھر اون اپنے سر دست
دیا ہی پھینک انکے پیچھے اوپر

پھر اون بانسے اڑ کر کے گرے
طمانچے مار اُن زاغونکو پھیرے

پھر اون نے کئے جب گشت کاری
اتر آئے وہان با آه و زاری

وه بیراگی نہایت ڈرنے لاگے
کہ آگے مار کے شیطان بھاگے

لگے سرور کے تئین ڈھونڈھونا کرنے
لگے سر اپنا لا پاؤن پہ دہرنے

کہے ہمسے ہوئی ہیگی جو تقصیر
کرم سے بخش دیجے خلق کے پیر

کہا قادر نی مین بخشونگا ہین ان
لہو گئے دلسے تم تئین مسلمان

مغانیون نے توبہ کرکے یکبار
ضلالت چھوڑ کر ہو گئے ہین دیندار

کہے ہم جوگیان ای شاه میران
ہمارا یک گروه ہیگا بڑا یہان

اسی ڈونگر یکے اندر اڑ گیا ہے
وه جیتے جی زمین مین گڑ گیا ہی

نہ کھاتا ہے نہ سوتا ہے نہ پیتا
ہی جیتا یاد کر سب گوان گیتا

نہین دنیا مین کوئی اس ل اوتار
ریاضت سی بناتن سوک کرتا

بہت آتے ہین ہیت ہیر اور نظر بند
اسی ہین یاد بہتر ہے بجز بند

کرے گر آگ کو جادو سے روشن
تو جلجا ویے ہنومان اور راون

یہان گذرا ہی اسکو یک زمانہ
عجب ہی وه مہا پرس او [illegible]

ہمارے وقت کا وه یک کشن ہے
بجا ہی بولون گر دو جا بشن ہے

کہا تب شاه یک جن کو بلا کر
میرے نزدیک لے آ اسکو جا کر

گیا وه پاس بیراگی کے جبدم
ہوا مردود تب دیکھ اسکو برہم

کہا جن نے بلایا ہیگا سائین
میرے ہمراه چلئے ای گ [illegible]

ممنت کی انگی مانا بات اصلا
نہین ذره کیا کچھ دل مین پروا

شرارت کا اراده کرکے یکبار
ہوا وه سامری لڑنے کو تیار

نہ مانا بات جب مردود خناس
پکڑ لایا اسے جن شاه کے پاس

نظر کرتے ہی شکل شاه مخدوم
کیا ہی ناک گھسنی پھر زمین چوم

گیا اپنی بڑائی بھول ساری
بنت کرنے لگا ہے خاکساری

کہا فن جانتا ہون کیمیا کا
ہون عالم ریمیا اور سیمیا کا

جہانکا علم سب میرے تئین تھا
مگر یک علم عرفان کا نہین تھا

سو وه چہتا ہون اب مین تجہہ سیکہونگا
اس آتش کی تک دل کے جلا دو

اُسے بھی شاه کیا تلقین و ایمان
ہوا وه بی بصدق دل مسلمان

لگا کرنے ولی کے گرد کا سیر
کسا یون کو مسلمان کرکے بالخیر

پسند آیا اسے وه کوه و صحرا
وہان بہی غار مین یک چلہ کھینچا

وه چلے مین کیا از بس ریاضت
دو چندان ہو گیا صاحب کرامت

غزل یک مدح مین قادر کے اسجا
رسوخ دلسے مین کرتا ہون انشا

غزل

یقین تھا قطب عالم شاه قادر
عجب تھی ذات حق آگاه قادر

عیان کرتا تھا ہر یک جا کرامت
خدا کا فضل تھا ہمراه قادر

مثال نجم دین اور شمس تبریز
ہوا روشن جہان مین ماه قادر

جو بولا سو ہوا چاہا سو پایا
کیا حق کام خاطر خواه قادر

نہین لکھنے مین آسکتی ہی ہرگز
خدا نے جانے ہی شان جاه قادر

بزرگی پوچھنا کیا اس ولی کی
دیا قدرت جسے اللہ شاه قادر

لکہون کیا وصف عالی کا نامی
ہے رشک آسمان درگاه قادر

مجھے ساقیا اب تو بادہ پلا ۔ صفائی میں جو صرف ہو دو سالہ
کہ ہو فیض سے اسکے شیریں کلام ۔ کہوں قصۂ شیر ہو شاد کام

نظر کرتا ہوا کوہ بیابان ۔ چلا آگے وہاں سے شاہ میران
سر راہ کوہ صفا طیس پایا ۔ کہ اس پر سے ہوا اسکا گذارا

سواری جس گھڑی قادر ولی کی ۔ ہمک گئے کوہ کے دامن میں پہنچی
تھے جتنے قافلے کے ساتھ ہشیار ۔ اچھل کر جا لگے پتھر سے یکبار

جہاں تنگ سنگ تھا لوہیکا اسباب ۔ سکا یک کوہ سے چمٹا ہو بیتاب
ہوا ہیبات سی سرور مکدر ۔ کیا ہی یک دوگانہ وہاں اتر کر

دعا مانگا خدا سے بہ زاری ۔ طلب حق سے لگا کرنیکو یاری
کیا ہی فضل اپنا قادر رب ۔ ہوئے ہتیار پتھر سے جدا سب

لئے ہر ایک اٹھا کر اپنے ہتیار ۔ دوگانہ شکر کا کر شاہ دیندار
چلا لشکر کو لے جھٹ وہاں سو گئے ۔ تو قسمت او یک منزل کے جا گئے

نظر آیا وہاں یک باغ ستھرا ۔ ولی حق مع لشکر کے اترا
فقیران جا بجا وہاں اترے آکر ۔ کئے تھے جا بجا وہیں اپنا اپنا بستر

کہیں اس راہ سے باہم ہو دنگر ۔ گھڑے لے دودھ جاتے تھے سر پر
فقیروں نے جو دیکھا تو لیوں کو ۔ گھڑے سے اوچھین لئے کر کے باہو

پئے او دودھ سب ملکے ہو سرور ۔ امیر ونکو ڈرا کے کر دئے دور
وہ روتے پیٹتے ہو دلمین ناشاد ۔ گئے صاحب سے اپنے جاکے فریاد

گرو انکا تھا وہاں جو کافر سخت ۔ یہ سنکر بھر گیا غصے میں بدبخت
شتابی آیا اسجا دیو سا لیکر ۔ کمر باندہا شرارت پر ستمگر

جو دے سب خیرگی سے آئے آگے ۔ بہت شوخی سے گالی دینے لاگے
ولی حق نے دیکھ اسکی شرارت ۔ کیا غرض انگلی سے یک اشارت

زمین کے بیچ پھر ہر کافر دون ۔ دھسا گھٹنے تلک مانند قارون
بہت ہوا تب اسکا سردار حیران ۔ کہا چلا کے اے پیر مسلمان

تمہارے دین میں کیا ہے یہی چال ۔ کہ کرنا ظلم ناحق چھینا مال
زبردستی سے پہلے لیئے دودھ ۔ او اسپر یہ ستم کرتے ہو افزود

کہا حضرت دہرا ہے دودھ تیرا ۔ تھا جیسا آگے ویسا ہی گھنیرا
وہیں پھر کر گھڑے دیکھا جو کافر ۔ تو پایا ہے گا اسمیں شیر وافر

کہا ہے سے تو سن یہ دودھ جھوٹا ۔ کہی یہ سب ملانون کا جھوٹا
لگایا ہاتھ تر کانے اسولب ۔ رہا ہی پہر بہا یکام کا کب

کہا تب شاہ ہی یہ پاک تر دود ۔ نہیں لیتا ہی تو جا دور مردود
کہا حضرت سے پہر او تہان مین بہر ۔ تجھے قدرت ہی اڑنے کی فلک پر

جہاں چاہوں وہاں اڑتا چلا جاؤں ۔ پرندونسے ہوا پرمین سے ہیر پاؤں
نہیں اڑنیکی قدرت تمکو ہرگز ۔ ہو تم ہیبات میں البتہ عاجز

کہا شاہ یا اڑ بھلا اڑتا ہے کیسا ۔ تون کیون ہوتا ہی دیکھوں زیر بالا
ذرا اکافر جو اوپر اڑ چلا ہے ۔ اشارہ ہاتھ سے شاہ نے کیا ہے

ادہر کافر انگ کر رہ گیا ہے ۔ اور اسپر گرم سورج بھی ہوا ہے
ادہر حیران تھا وہ سرنگون ہو ۔ ادہر تھے لوگ اسکے سب یوں ہو

لگا کرنے ادہر وہ آہ وزاری ۔ ادہر کرتے تھے یہ سب بیقراری
لگے کہنے کو ہر یک ہو کے غمگین ۔ اغثنی یا غیاث المستغیثین

ولی حق کو پھر رحم آیا ۔ تہ و بالا سے ان سب کو چھڑایا
ادہر سے یہ زمین سے نکلے اوپر ۔ ادہر سے آیا او نیچے اتر کر

نہایت عاجزی سے ہو مودب	گرے پاؤن پر آکر شاہ کے سب	کہے حضرت نے انکو وہ پیو دودہ	کہ اُس مین ہے تمہارا سود و بہبود
کیئے تب عرض سب آشناہ خوشخو	تبرک یہ کہان ملتا ہے ہمکو	فقیران آپ گئے گر دو پیکر	سعادت بوجھ ہم پیوین یکسر
کیئے تھے اُس ستی انکار جو ہم	سزا اپنی کیئے کی دیکھے دو ہم	فقیران شیر چھوٹا کرکے لائے	سبھون کو پیٹ بھر یکدم پلائے
	پیئے وہ دودہ اور ایمان لائے	سیاہی کفر کی دل سے مٹائے	

اگر ساقی اسوقت مین یار ہو　تو کشتی میری فکر کی پار ہو
مجھے اسطرح آشنو کر دے مست　کہ دشمن کو مین نے آکر ڈالون پست

دوگانہ کرادا وہ صاحب اقبال	کیا پھر وہانسے آگے کوچ فی الحال	بہت جنگل کو طے کرکے جو گزرا	کنارے آکے ایک ندی کے پہنچا
وہ ندی چوڑی اور گہری بڑی تھی	میانِ راہ دریا سے اڑی تھی	تھا گویا نربدہ یک اُس کا نالا	وہ تھی گنگا کی مان جمنا کی خالا
تھی اُسکے ہر کنارے ایک بستی	کہ ہوتی تھی وہان نت بت پرستی	ولی کا قافلہ جب اُسپہ آیا	تو ملاحون نے کشتی کو بھگایا
مسلمانونسے متعصب انکو آزار	نہین چاہے کہ ہو دین دار سے پار	نہ پوچھے انکو اور ناؤ نا لائے	بہت حضرت کیسا ہی رنج پائے
مسافر سب سفر کے ماندی ہارے	رہے ہین تین دن تک اُس کنارے	بہت بیتاب ہو کر بھوک سے سب	کہے یون رہنما سے اپنی جا سب
کہ اب ای شاہ کدھر کو یہانسے جانا	نہ جاگا ہی اُترنے کی کہا نا	یہ ندی سے اترنی ہے کیا راہ	کرین تدبیر کیا ای ہادی اللہ
کہا حضرت نے تب رازق خدا ہے	نہ ہو دلگیر ہے تم سب بھلا ہے	بہر کاریکہ ہمت بستہ گردد	اگر خاری بود گلدستہ گردد
کہین جنگل سے پالا توڑ لاؤ	پکا کے اُسکو بسم اللہ کھاؤ	ہے جس جس کھانے کی تمکو تمنا	وہی پک کر کے پھر تیار ہوگا
فقیران اپنے مرشد کا سخن سن	شتابی آلا پالا لائے چن چن	پکائے اُسکو سب نے باعقیدت	ہوئے تیار سب انواع نعمت
تمامی لوگ کھائے پیٹ بھر کر	کیئے شکر خدائے خلق پرور	ولی حق پھر ایک کاغذ کو لیکے	مبارک ہاتھ سے کچھ نقش لکھے
بلاکر ایک مرید اپنے کو فی الحال	کہے کاغذ یہ ندی مین اب ڈال	وہ بنجادیگی کشتی اُسپہ چڑھ کر	شتابی جا تو اس ندی کے اُدہر
ہے اُس بستی مین راجہ ایک خودپرست	ضلالت مین پھنسے نت پابند یکدست	اُسے کہو جا کہ ای دنیا کے پابند	پکا ایک کشتیون کو کیون کیا بند
پڑے ہین لوگ ندی کے ادہر سب	ادہر ہے ناؤ ن آوین کسطرح اب	مرید شاد اس کاغذ کو لیکے لا	موافق حکم کے ندی مین ڈالا
وہ کاغذ بن گیا کشتی سا یکبار	ہوا خادم سوار اُسپہ گیا پار	ادہر اُترا وہ ندی کے کنارے	تو دیکھا ہین کھڑے کفار سارے
تماشا دیکھتا راجہ بھی تھا اُس جا	نہایت شان سے اکر کھڑا تھا	فقیر آنے لگا جب اُسکے آگے	کھڑے تھے جو لوگ ہر طرف بھاگے
نظر آیا اُسے با اوج اور موج	کہ گویا ہاتھی سوار آتا ہے لے فوج	کہا راجہ نے بیخوف و سواس	ہمارا بھیجا ہے تیرے پاس

کہا ہے کشتیوں کو بھیج فی الفور
پہنچا اُس تاجر پہ جیسے دلہوں کہ سہرا
تمامی قافلہ اسباب اُن کا
ہوئے اُسکے قدم سے جہاز پر بار
چو دیدہ آن گل باغ صفا را
لگی بجنے کو آب نہر کی ڈہول
ملا اُس خاک کیا ہے سبکہ انجن
ہوا ہے سُرخرو ہر خس گلزار
ہوئے تھے خشک جو جہاز یکسر
غرض اُن باغوں وہ فیض گستر
وہاں یک جہاز پیپل کا شتر تھا
کہا خادم نے دلمیں جھکا خوب
سر اُلفت کو پھر کیسا لپیٹا
وہ راجہ اور گرو عہد نکو لے ساتھ
کہا پھر یوں گرو اسے شاہ صاحب
تم اُس کو جب تیکے ہو ٹیکا لگا کے
کہا تب ہنسکے وہ صاحب ولایت
ہی ادنی یہ کہ جب کہتے ہیں ہم آ
کہے حضرت تماشا یہ دیکھا تو
نہیں وہ دیو جاگا سے بلا ہے
کہا شہ میں پلاتا ہوں اسے آب

وگرنہ ہوگا تیرا حال کچھ اور
ہوا احوال اس راجہ کا پتلا
انار و سیب تھا جسے باغ میں لا
تر و تازہ ہوا وہ باغ و گلزار
گلستان گفت منت مر خدا را
کلی مارے خوشی کے منہ دکھی کو ل
کہی ہے نرگس اپنی چشم روشن
لیا ہے آبرو سب بار یک بار
سنے سر سبز ہوئی پھر تازہ اور تر
کہا خادم سے یکجا کر دئے بستر
شجر کا نیچے جو تھا صف
ہوا خوش ہر بیان کی او فضا خوب
لگا رکھا اُسے مرشد کا یکتا
حضور شاہ آئے با کرامات
نہیں ہے یہاں بیٹھنا تمکو مناسب
ستم کرتے ہو کیوں یہاں آج آکے
تمہارے دیو میں ہے کیا کرامت
سبھی تالاب کا پانی تو پی جا
سبے لگے اُسے پانی پلا تو
کہے سارے کہ نہیں پانی پیا ہے
بھلا دیکھو تو تم اسلام کا داب

ہین آیا جیسے ندی پار ہوکر
کیا تب حکم جلدی ناو لیجاؤ
غرض پھر کیرا اور اُسکا لشکر
چمن رنگین ہوا رنگ ارغوانسے
صبا گلونکا لگی جھولا جھلانے
گلستان کو سراسر دیکھ آباد
ہوا اُس سہر نہ یک ریحان کہ سرسبز
ہوئے شاداب شمشاد اور گل
عجب اس باغ کی قسمت لڑی ہے
وہ خادم باغ میں یکبارگی جا
کہ جس تھی چھاؤں اُو بیٹھا سید آ
شتابی جھاڑ کر وہ خس و خاک
ولی حق میاں تشریف لاکر
کہیں دیکھے جو آ میں تب کا احوال
مہاراجہ یہ بڑا ہیگا مہا دیو
ہمارے دیو میں ایسی سکت ہے
کہے ہے دیو ہمارا ایک منت
تو پی جاتا ہی او یکدم میں پانی
گرو ہر چند بولا دیو کو چل
ہوئے اس بات سے شرمندہ کفار
پھر اُس تھپر کے بت کو شاہ بولا

ملا آتا تھا وہ بھی لیکے لشکر
بزرگان جو تھے ہر ہین اُنکو لے آکر
اُسی کے باغ میں سب تر ہو آکر
ثنا کرتا تھا سوسن کی زبان سے
لگا مرغ چمن منڈول گانے
ہوا ہے دل سے بندہ سرو آزاد
کہ تھے سنبل بھی وہاں ہر آن سرسبز
ہوں ایکسیں کرنہ قمری و بلبل
کہ یکدم بیل منڈوے پر چڑھی ہے
لگا ہی دیکھنے ابھی کوئی جا
تھا بیٹھا اُس جگہ یک دیو بیجان
کیا سیدان کو یکبارگی پاک
گئے وہاں بیٹھ اُسے ٹیکا لگاکر
ہوا برہم گرو اور باج گوپال
اسے شام و سحر کرتے ہیں ہم سیو
کہ ہمکو دیسے نت اُسکی بھگت ہے
نہیں ہے اُسکی سکت کوئی کہیں انت
یہی ہے اُسکی بزرگی کی نشانی
ذرا پی جا تو اِس گنگے کا اب جل
ہوئے بیدل دیو سے تھوڑے منش کار
تو اُس گنگے کا سارا پانی پی جا

سنا جب دیو سفید کی بانی ۔ پیا آکر کے اس گنٹھے کا پانی
کہے تب ہو کے عاجز شاہ دین سے ۔ کرم سے اپنے پھر گنٹھے کو بھر دے
کیا قادر ولی پھر آب جاری ۔ ہوا پانی دہن سے بُت کے جاری
گرو ہوکر خجل تب یہ کہا بات ۔ کہ مجھ مین بھی کئی ہیگی کمالات
اگر چاہون تو بے انگار و دانا ۔ پکاؤن بیٹھکر گنٹھے مین کھانا
تجھے پھر اگر بخشا ہے سنکا ۔ ہے نادر ریکتا مجھ پاس چنکا
اڑا یکبار او کچھ کر کے منتر ۔ گھڑا اون اسکے پیچھے پھیکا سرور
خجالت سوں او جیتے جی موا ہے ۔ زمین پر گر کے شرمندہ ہوا پر
بغیر از آتش او رچاول کے یکدم ۔ پکانے لاگا کھانا شاد و خرم
ہے کافر نہایت دشمن دین ۔ بہت ہے فتنہ انگیز اور بد آئین
بڑا مردود یہہ مشرک ہے واللہ ۔ کیا ہے داؤ سے بہتوں کو گمراہ
بلا کا بیجا کھسرو بیا ہے ۔ قیامت مکر کی داؤ بیا ہے
نہین ہوگا ہمارا یہہ موافق ۔ منافق ہے منافق ہے منافق
گیا جن او لیسے مار اگلا داب ۔ سوا پانی مین وہ ہوکے بے آب
کہے حضرت نے تب راجہ سو ہنسکر ۔ شرارتیں گرو جو تھا گیا مرکہ
سلامت تم رہو دنیا مین ہردم ۔ نہین کچھ اسکے مرنیکا مجھے غم
کہا رانی سے اپنے گھر مین جا کے ۔ بہت سے پوریان کھانا پکا کے
یہان آیا ہی یک دشمن ہمارا ۔ گرو کیتین ہمارے مار ڈالا
ولی حضرتکو راجہ نے بلا کے ۔ بچھا دسترخوان کھانیکو لا کے
کرلست اس ولی کی دیکھ لے تو ۔ کہ خود کھایا چاہے ہے بحر کو
اگر اس شکم آگے کھا کے چکنا ۔ زمین سے سر نے اسکے کھائی ٹکر

جو کافر سن گروہ آئے تھے سنگ ۔ ہوئے اس ناجے کو دیکھ کر دنگ
وگرنہ باغ یہہ سو کھیگا سارا ۔ بہت نقصان ہووے گا ہمارا
وہ گنٹھا بھر گیا یکبارگی سب ۔ تھا جو بیابن گیا دریا ملبب
مجھے آتا ہی اڑجانا ہوا پر ۔ زمین سا جادو گا پانی پہ چلکر
جو مجھ مین ہی ہنر تم مین کہان ہے ۔ میرا ہی نام ہر جاگا عیان ہے
کہا کافر سے وہ شاہ ہمایون ۔ تو اڑنا کس طرح ہے مین تو دیکھون
گھڑا اون اسکے سر پر مار پیہم ۔ اتارے اسکو نیچے کر کے بیدم
وہان سے کود کر گنٹھے مین بیٹھا ۔ گیا مانند کشتی آب پر جا
کہا تب شاہ یک جن کو بلا کر ۔ اسے تم مار پانی مین ڈبا کر
ہمارا دشمن ایمان ہے یہ ۔ بڑا فرعون اور شیطان ہے یہ
اگر ابلیس ہر جو سی زمین ست ۔ ہمین ست و ہمین ہشت بہشت
رعایت گر کروگے اسپہ یکدم ۔ کریگا کیا بلا واللہ اعلم
ڈبا کر اسکو کھوٹے خاک در خاک ۔ مثل مشہور ہے خس کم جہان پاک
بحمد اللہ کہ وہ سالار کفار ۔ ہوا پانی سے آخر داخل نار
کہا کافر نے دلمین ہیچ کہا کہ ۔ ہوا تو مرنے سے پہلے ہارا
چھپا کر اپنے دلمین یہ عداوت ۔ ضیافت کی کیا سرور کو دعوت
کہین سے کر کے پیدا زہر قاتل ۔ تو اس کھانیکے اندر کر دیا شامل
سنی راجہ سو جب یہ بات ساری ۔ ملائی پوریون مین زہر کاری
رکھا کھانا جو آگے لاکے شہ کے ۔ لگا کھانے کو بسم اللہ کہہ کے
نواسے شاہ نے کھایا جو دو چار ۔ ہوا لپے زہر سے کھانا دل افگار
کہ پیشے مرغ ساتھ دوڑا ہلاکے ۔ ہوا راجہ گھڑی مین تلملا کے

پلا ساقیا بادۂ خوب تر
کہ درپیش ہے اب تریکا سفر
کہ یکبارگی کشتی ہے رواں
مجھے خانۂ حق کا دکھلا نشاں

کبھی منزل کو طے کر شاہ والا
تمامی قافلے کو لیکے ہمراہ
جہاز آکر اسی دن یک منور
کہا پوچھو جہاز آیا کہاں سے
کہے جب شاہ سے یہ بات آکر
ہوا کشتی کا گھر پر نور و آباد
جہاز یکدم چلا جب یکدو منزل
موافق حکم کے تو سب نکالے
کہا شہ ڈر سے تم مت ہو و مغموم
جو تو فی ثانی ہو کشتی کو پائے
جسے نوح نبی سا ناخدا ہو
پھر اس کشتی کو آگے سا بنائے
جہاز آکر کیا جدے میں لنگر
نماز شام اس جا گا پڑا ہے
جمال مہر جگ کے لگے بھاگ
ہوا ہے اسقدر خورشید گلریز
ادا کرکے نماز صبح سرور
مرید و خادمان کو لیکے ہمراہ
اتر کر باغ کے اندر وہ طاہر
مقام خاص ابراہیم میں آ

خدا کے فضل سے کیچی کو پہنچا
مقام اس جگا ہو نہیں آکر کیا شاہ
کھڑا انتہا ریو پر دے کرکے لنگر
کہ پھر جاویگا پھر کے اب یہاں سے
بجالایا خدا کا شکر سرور
خلاصی اور معلم ہو گئے شاد
کہا ہی ناخدا سے شاہ کامل
ولے سردری بولے ناؤ والے
یہ حکمت تکو آگے ہوگی معلوم
نہیں یہ ہو ناؤ کے نزدیک آئے
اسے طوفان کا اندیشہ کیا ہو
چڑھا کے بادبان کو گان پھرا
ولی اترا تب اس بستی کے اندر
مراقب صبح تک بیٹھا رہا ہے
شب چہرہ چھپا کر منہ گئی بھاگ
کہ بیتی ہو گئی یکدست زرخیز
وہاں بیٹھا تہا جوں مہر منور
چلا پھر وہاں سی بیت اللہ کو شاہ
کیا ہے پاک باطن غسل ظاہر
مناسک سب ادا کر وہ معلا

میناسبدر ہی وہان یک شہر کے پار
مریدوں سے کہا دیکھو نہ جاکے
خبر مرشد کو لانے پھر گئے جا
کہے آئے تھے یک بندر سی باہم
شتابی ناؤ کے بیول کو دیکھے
کیا تب یوں زبان کو اپنے گویا
اتارو مرد رسی کھول ڈالو
ہے اس کشتی کا آگے چلنا دشوار
ہوسے ایمن جہازان اور پیدا
سراسر دوربینوں سے نظر کر
ہر جسکے قافلے کا خضر رہبر
سنبھالے آکے ابراہیم مرسا
کیا ہی فاتحہ پہلے وہ سرور
ہوی جب فضل رب سے صبح روشن
برسنے لگی ہر یک طرف دھوپ
زبس تھا مہر تابان روشنی بار
ملے آ اس سے بستی کے بزرگان
کیا وہاں سے حرم کا جب ارادہ
وہاں سے آ طواف حق ادا کر
کیا ہی آب زمزم نوش یکدم

نبی پاس اسکے کلیکوٹ اور ملیوار
کھڑا ہی ناؤ کوئی ریو پہ آکے
کھڑا ہی ریو پہ اب یک جہاز آ
عرب کے ملک کو جاتے ہیں اب ہم
چڑھا اپنے مریدان ساتھ لیکے
کہ بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا
ستون اوپر سے یکباری نکالو
خطر ہے ڈوبنے کا بلکہ یکبار
کہ غارت کرتے تھے ہر یک جہاز آ
چلے گئے لے جہاز اوپر کا اوپر
نہیں چھوڑا تھا اسکو خوف و ڈر
وہاں سے شاہ نے احرام باندھا
مزار حضرت حوا پہ جا کر
کیا روشن جہاں کو مثل آگن
نبار و بحر زمین کا خوشنما روپ
منور ہو گئے ذرات یکبار
لئے بعضوں نے بیعت با دل و جان
لگا چلنے خوشی سے پاپیادہ
دیا بوسہ حجر اسود کو جا کر
بنا وہ محرم حج حق کا محرم

سبی رکن غوث اعظم یک وہان جا
امامت سیتی نماز اُسنے کیا جب
بہت پکوا کے کھانا اُسجگہ پر
کہا یہ تو میرے جد کا مکان ہے
ابا دیکھہ آیا ہسنگا پھر جب
مریدان اپنے یک یک لیکے ہمراہ
وہانسے پھر مدینے کو گیا ہے
زبس اُس آستان بوسی کا تھا شوق
در اقدس پہ آ بوسہ دیا ہے
محبت سیتی نبی کے ہو کے سرشار
نماز صبح پڑہکے فاتحہ کر
کیا ہے اپنے جد کی زیارت
وہانسے آکے مسجد مین نبی کے
کئے چلے وہان کھینچا شب و روز
کیا بغداد کی آکر زیارت
ہوا دائم مقیم کعبۃ اللہ
تب آکر یک عرب اسطرح بولا
کہا شہ آپکو خوبی کی دعا سے
بنانے لگ گئے مسجد کو مزدور
ہوی جب شام مزدورنکو کیسہ

کہ اسجا محی الدین بیٹھا تھا چلا
گیا ہی جنت اعلا کیتین سب
غریبونکو کھلایا اور دیا زر
یہان رہنے سے مجھکو عرفان ہے
مناسک عمرے کے کرنے لگا سب
ادا سے حج کیا الحمد للہ
سعادت دین و دنیا کی لیا ہے
شتابی چلد یا کرتا ہوا ذوق
تصدق روضۂ جد پر ہوا ہے
ہوا یکبارگی آنکھوں سے خون بار
کیا خیرات وہان بہی سیم اور زر
وہ یعنی حضرت خاتون جنت
پڑا ہیگا دوگانہ صدق دلسے
ہوا ہے فیض حق سے بہرہ اندوز
لیا ہے روضۂ جد سی سعادت
رہا ہو ذاکر حق سال اور ماہ
بجا لاؤنگا مین جو تو کہیگا
عبادت کی مجہے یک جا بنا دے
ہوے سے معمورۂ دین کرنے مامور
حضور شاہ آیا جلد لیکر
عرب بستر تلے سی لیکی فی الفور

ہو قائم اپنے دادا کے جگہ پہ
وہان آکر کے وہ حسب ثنا ولایت
تھا جو گھر وہان محمد مصطفے کا
وہان کہینچا ہے یک چلہ برابر
ہوا ساعی جو راہ دین کا بیباک
طواف کعبہ سے پاکر فراغت
مکان جد رہا جب ایک منزل
ہوا یثرب مین داخل فضل رب سے
لگا آنکھونکو ملنے آستان پر
رسول اللہ کی ہو الفت مین بیخود
معاجنت بقیع غرقد آیا
ائمہ جو تہے اور اصحاب سبہی جا
تھا اس مسجد کے ہمسائے مین یک گھر
گیا وہانسے نجف اور کربلا مین
خراسان ہو گیا بیت المقدس
کہین یکروز شاہ دین و دنیا
مین چہتا ہون تیری خدمت کرون اب
عرب اس بات سے خوش ہو گئے یکبار
عرب سے تب کہا وہ ہادی ناس
کہا سرور کہ لے یکیک کا اب نام
لگا ہر ایک کو دینے زر بسطور

بجا لایا دوگانہ فاتحہ کر
کیا حضرت خدیجہ کی زیارت
ولی حق اُسی جاگہ مین اترا
رہا مشغول ذکر حق سراسر
لگا کہنے کو اللہم لبیک
کیا جد کی زیارت کی ارادت
چلا پیدل خوشی سی حق کا واصل
ضریح پاک پر آیا ادب سے
پھر اُس ارض مقدس پر رکھا سر
رہا روتا تمامی رات بیتاب
وہان سے کے فاتحہ سے اجر پایا
کیا ہے فاتحہ دل سے ہر ایک کا
لگا رہنے اُسی جاگہ اترکر
سعادت یاب ہو وہ دو جہان مین
وہانسے پھر حرم کو آگیا بس
تھا تکیے مین مریدان ساتھ بیٹھا
تیرے فرمان مین سر کو دہرون اب
لگا چھوٹی سی مسجد کرنے تیار
تو لا ہر شام مزدورونکو مجھ پاس
میرے بستر کے نیچے سے تو دو دام

پڑی ہر دن لاہور کی بری چال
دوگانہ وہان پڑھا پیارا خدا کا
کرون اثبات کی کچھ ایسی ہمت
قریب اُسکے جہاز آنے سے ہو شاد
جہاز اور مال کا کاغذ رقم کر
لکھا [illegible] اس طرح شاہ
رکھے پھر کہا ہے پیر لا شئے
کہا اسمین فقیر یک آہی دوست
دیا تب شاہ نے اسکو ایک دینار
معا پھر شاہ نے یہ نامہ لکھا کے
کہا وہ حال دیکھ [illegible]
ارے ساقی کر دور صہبا شروع
یہان راوی کیا ہے یون زبان آست
ہوی اُسکی تولد کی بڑی دہوم
طلوع سعد اکبر ہو گیا جب
لگا ملنے ہمیشہ لاڑکے ساتھ
ہوی ہے ہفت سالہ اسکی سن جب
دیا یکدن اُسے ہاتف نے آواز
وہ بہی کہے مین کرتا ہی تجہے یاد
کشش الفت نے اُسکو وہ کیا ہو
کہا مانا ہے یوسف [illegible]

لگے کہنے جبھی لے خوش ہو فی الحال
کیا بخشش سے خوشنود ہر گدا کا
کہ وہ جگ کی بلا تجہکو سعادت
ہوا اب فکر سے یکبار آزاد
عقیدت سے کیا لا نذر سرور
نہین کچھ مال دنیا کی مجہے چاہ
اگر مقبول ہو تجہکو شرف سے
[illegible]
گدا اُسکو دیا ہی پھر یکبار
وہ مسکین کو دیا آگے بلا کے
تو بچا ہی خلق مشکل کشا کا
کہ ہوتا ہی یک نیک اختر طلوع
کیا جس سال حج قصد ولایت
کہلے بس شہر مین ہر ایک کے مقدم
نحوست اڑگئی لاہور کی سب
بہت سے جو نکلے ہوتے تہے در آت
لگا مرشد کا ذہن ہر روز و شب
کرے کچھ تیرا پیر و مساز
تو جا کے جلد اسکے دلکو کر شاد
کہ دل اسکا تہ و بالا ہوا ہے
مجہے رخصت کرو تم آج یا کل

مع القصہ ہوا گہر حق کا معمور
غرض دل مین کہا حق کا م کیا
یہی ذہن تہی کہ اسمین مال کو لے
کہا قادر ولی کی ہی یہ برکت
کہا گر نذر میری ہو گی منظور
یہہ اشرفی اور زر لے کیا کرونگا
قبول عاجزی دیکہ اسکی سرور
کہا اسکے [illegible] سخت مضطر
دیا دینار دو تب وہ کہا پھر
اُسے وہ زر زری زر بخش عالم
غنی ہو کر گیا گہر اپنے مسکین
ذرہ تازہ دم ہو کے و تیز فکر
کیا لاہور مین جس سال مولا
ہوے اُسکی قدم سے وہ سعادت
ہوے مادر پدر کے آنکھ روشن
کیا ہی ختم قرآن پانچوین سال
اُسکا شوق دل مین سوجہا تہا
یہان کسواسطے رہنا ہی تو اب
کیا تہا یاد وہان جتنا پریشان
ہوئی اُسکو نہایت بیقراری
کرو کہے کیتن مجہکو روانہ

گئے گہر اپنے ہو دلشاد و خرسند
نہین اسمین لگا کچھ میرا پیسا
جہاز آیا جو تہا گم کچھ [illegible]
کہ میرا اب جہاز [illegible]
سعادت سے ہو گئی [illegible]
کہ سب چہوڑا گیا [illegible]
وہ کاغذ لیکے لیا [illegible]
کرم کر کے [illegible] کرم کر
جہاز اور مال اور کر کے سیر
بنایا مالک دینار یکدم
غم افلاس سے پایا ہے تسکین
یہین [illegible]
محمد [illegible] یوسف کو پیدا
کہ حاصل ہو گئی ہر ایک کو فرحت
تر و تازہ ہوا ہے دل کا گلشن
کیا دریافت [illegible] کا حال
اُسکو باب مرشد جو جتا تہا
حرم مین ہوگیا [illegible] دل کا
ندا ہاتف کیا یہان اسکو آن
لگا کرنے کو بہتر آہ و زاری
کہ [illegible] سیگا تہ

کہی ماں باپ نے ہو کر کے مغموم
ہوئی کیونکر تجھے یہ بات معلوم

کہا یوسف کہ ہاتف سے سنا مین
اسی باعث ہوت بیکل ہوا مین

ہوے یہ بات سن ماں باپ لاچار
جدائی سے پسر کے ہو گئے زار

مہیا کر سفر کا ساز و سامان
کیئے رخصت اسی ہو زار و گریان

پسر سے ایکبارہی اپنا دل توڑ
رضائے حق تعالی پر دیئے چھوڑ

جو یوسف گھر سے رخصت ہو چلا ہے
تمامی شہر مین ماتم پڑا ہے

یہی کہتے تھے سب یہ طفل کمسن
مسافر ہو چلا اب باپ کے بن

ہوا ہے قادر مطلق کا افضال
وہ پہونچا ہی یمن کو کے فی الحال

کیا قادر ولی اب یا تصرف
کہ یک پل مین یمن پہونچا ہی یوسف

ملا ساقیا ہے محبوب سے
کہ ہو وصل یوسف کا یعقوب سے

کہے ہین یون کہ یکدن شاہ والا
حرم مین تہا مراقب ہو کے بیٹھا

گیا تہا چاہ مین یوسف کے یون کو
کہ سونگھا بوی پیراہن کو یعقوب

سواری اور زاد راہ لیجاو
شتابی اسکو میرے پاس لے آو

مریدان پیر کے سنکر سخن کو
گئے اسباب لے ملک یمن کو

غرض باہم ادا کر کے دوگانہ
ہوے اسجا سے کعبے کو روانہ

خوشی سے آ گئے مرشد سے ملا ہے
قران سعد اکبر ہو گیا ہے

بہت قادر ولی کو پیار آیا
اٹھا لے گود مین چھاتی لگایا

سبہی سے تب رہیگی آشنائی
اسیکو دونگا سب اپنی کمائی

خلیفہ یہی میرا جہان مین
رکھیگا فیض جاری ہر مکان مین

کئی چلے کیا ہر یک مکان پر
رہا شاغل حرم کے آستانہ پر

معتاصون نام یکجا گا تہی اسجا
وہان یوسف کو لا چلا بٹھایا

خبر مرشد کی تجھ سے آ کہا کون
نشان اسباب کی تجھکو دیا کون

بہر صورت تجھے ہم اب رضا دو
سفر کا ساز و سامان سب کرا دو

کہے بیٹا ہمارا ہیگا مجذوب
اب اسکو ہی خدا پر سونپنا خوب

دئے مسواک مرشد جو دیا تہا
کہے جو جو نصیحت وہ کیا تھا

لگا چھاتی سے رونے لاگی مادر
قدم پر گر کے اوبھی رو یا یکسر

غرض باہر چلی سب جیسے اری
پڑی بستی مین غل سب ایکباری

گئی جب شہر کے باہر سواری
کیا فضل خدا نے اسکو یاری

کہے ہین یک غیبی مرد آکر
یمن مین لیگیا اسکو اٹھا کر

مین اس قصے کو کر ہوں توقف اسجا
بیان کرتا ہوں ٹک قادر ولی کا

ارے یار سوقت مت دیر کر
ہوں مشتاق دیدار ٹک سیر کر

کیا ہی ولیہ اسکے کشف اللہ
ہوا احوال سے یوسف کے آگاہ

مریدوں سے کہا خوش ہو کے من مین
میرا دلبند پہنچا ہے یمن مین

رہوں دیگر سے تا اسکے مسرور
ہیرے ہیون چشم روشن خانہ معمور

ملے جا شاہ یوسف سے ہو شاد
کہے اب جلد چل مرشد کیا یاد

شتابی سارے طے کر کے منازل
بفضل حق ہوے مکہ مین داخل

ادب سے کر ادا یوسف نے آداب
گرا پاؤن پہ ہادی کے ہو بیتاب

کہا میرا یہی جان بالیقین ہے
یہی میرا وصی اور جانشین ہے

یہی دنیا مین ہے دلبند میرا
یہی وارث یہی اور فرزند میرا

مع القصہ مریدان لیکے دن رات
رہا ہی سات سال آ حج کیا سات

سدا یوسف کو رکھتا ساتھ اپنے
بسر کرتا تھا یون اوقات اپنے

دکھایا اور بہی ایسی کرامت
رہیگا ذکر جس کا تا قیامت

ارے ساقی اسوقت ہو دستگیر
کہ قدرت دیا تجھکو رب قدیر

مجھے شاد کرنا تجھے بات ہے
تیری ہاتھ مین سب کرامات ہے

بفضل حق جو دو صفا حسب کرامت
بجا لایا ہی نفل و فرض و سنت

مع فرزند لطفی اور مریدان
چلا کشتی پہ چڑھ کے شاہ میران

ہوئی شب اسمین اور پھیلا اندھیرا
سواد شام سب دریا کو گھیرا

عجب تھا چو طرف ظلمات کا تار
نظر آتا تھا پانی سب دہوان دہار

دو چندان تھی وہ ظلمت سیہ فام
اسی شب کا شب دیجور تھا نام

عشا کی تب نماز یکسر ادا کر
کہا یوسف کو تسبیح لا کر

میری تسبیح لا کیون چپ کھڑا ہی
نہین لاتا ہی تجھکو کیا ہوا ہے

ہوئی ہی ایسی یہ تقصیر مجھ سے
کہ ہو سکتی نہین تدبیر مجھ سے

وہین جو ڈول کو اسمین ڈبایا
سلامت اپنی سب تسبیح پایا

غرض شہ کی دعا سے وہ شب تار
گئی بیتے اور ہوا سورج نمودار

بہت گھبرائے ہین اس ناؤ کے لوگ
کہے لاگا ہمارے ناؤ کو روک

کہا شہ تب نے کیون ہوش کو گم
ڈرے ہو سقدر کسواسطے تم

ہین اس کشتی کے اندر سب بہا چور
بھرے ہین اسمین یک یک شہ زور

پھر آگے لوٹ لیتے ہینگے سامان
پکڑ لیجاتے ہین ہر ناؤ ایر آن

کہا حضرت نہو تم ہراسان
کریگا حق تمھاری مشکل آسان

شتابی جا کے تھوڑا موم لاؤ
اسکی توپ ایک چھوٹی بناؤ

بس اسمین چور کشتی آگے لائے
دما دم آ کے پھر گولے چلائے

پڑھا کچھ منہ مین اور بولا پکار
تو ان چوروں کو گولے خوب مار

کئی زخمی ہوئے اور سر گئے پھوٹ
ستون و بادبان تختے گئے ٹوٹ

جہاز اہل دین نے فتح پایا
معا چوروں کی کشتی کو بھگایا

ہو رخصت الکدم گھر سے خدا کے
سفینے پر چڑھا جلدی ہین گرے

چلے یکبارگی اسطرح سے باؤ
کہ دم مین آئے دریا بیچ وہ ناؤ

نشان ماہ تھا ہرگز نہ ماہی
فلک سے بحر تک تھی یک سیاہی

کواکب بھی نمودی در زمانہ
چو چشم گریہ در تاریک خانہ

گھٹا کر آئی یون جب رات کالی
ہوا مشغول حق وہ شاہ عالی

رہا یہ بات سن یوسف ہو شستند
کہا سرور نے اسکو پھر نکر

کہا تب عرض ای سرور کا یک
گری تسبیح وہ دریا مین بیشک

کہا شہ بحر مین یک ڈول ڈالو
میری تسبیح کو جلدی نکالو

ہوا ایسی عجب سے یہ تصرف
خوشی سے لا دیا تسبیح یوسف

جہاز آگے کئی منزل گیا جب
ملا ہی یک جہاز آ چور کا تب

یہی بولے معلم اور خلاصی
نہین ہی اس بلا سے اب خلاصی

کئے وے عرض یون ای خضر ثانی
عجب ہے یہ بلائے ناگہانی

یہ پہلے آ کے گولے چھوڑتے ہین
ہر ایک کی کشتیونکو توڑتے ہین

نہین ہے توپ کشتی مین ہمارے
کرینگے سر بسر اب ظلم سارے

الا لا تحزنن انا الیہ
فللرحمان الطاف خفیہ

کہے سے شاہ کے وہ ناؤ والے
خوشی سے موم کی ایک توپ ڈالے

منگا کے موم کی وہ توپ سرور
مدد اللہ سے لیکے تکبیر

ادھر سے ایسی گولے چلنے لاگے
کہ لے کشتی کو اپنے پیر بھاگے

بچا یک دم وہ جہاز آفت کا مارا
اللہ در [illegible]

کئی دن تک پھر چلا وہان سے جو یکبار
جہاز شاہ آ پہنچا ملیبار

سراسر گھا بہرے سب دل مین ہوکر
یہ حالت دیکھ حاکم اور رعیت
کہ یک لڑکی کسیکی خوبصورت
خوشی سے کر مقرر سالیانہ
اگر لڑکی کسے دینے مین کئے دیر
وہان آیا ہی جب وہ حاکم جن
ولی حقنے تہہ بلوہ جو دیکھا
کسی سے کر دو ہی دختر کی نسبت
گیا پیچھے سے اُس جا گاہ سرور
لگی ہے دہول اڑنے ادر ہوا شور
کہون کیا اسکے تنکو مین کہ کیا تہا
سراپا اُسکا تھا یکدست بدڈول
ولی حق اُسے آگے بُلایا
بہرا سے جاکے میتا دیونے جب
اُٹھایا ہی جو میتا ایکباری
جو دیکھا اٹھہ نہیں سکتا ہی میتا
موافق حکم کے پھر جن وہ جاکے
کہا جن شہ سے یہی ہر روز میتا
مٹھایا شہ نے کھڑا اون اپنے لیکر
ہوئی جب صبح اور وہان خلق تہی
سنے یکبار جو اس حشر کو

کہے تقصیر اپنی شہ سے رو کر
لگے رکہنے بجان و دل عقیدت
بہے وہ جسکے ثانی کوئی مورت
بھگت اس بھون کا کرتے روانہ
تو اُس بستی پہ جن کرتا تھا انہیم
قضارا تھا بھگت دیکھا وہ دن
وہانکے لوگ سے احوال پوچھا
حوالے سبکو شیطانکے کر وسہت
اُسے وہان چھوڑ سب جاتے ہیں گہر
گیا جنگل مین بار ایک بیک وہ ور
سراسر کچھ عجب کالی بلا تھا
لگی ہے جل کہانے ہولی لاحول
وہ جن ہو کر زمین بوس گئے تم آیا
پیا میتے نے پانی تال کا سب
نہیں اُس سے اٹھا تھا ایسا بہاری
کہا شہ سے کہ یہ احوال میتا
بہرا میتے کو ادہر لایا اٹھا کے
اگر ہو حکم تو دیکہون ذرا جا
دیا ہی ڈہانپ اُس میتے کے منہ کو
تو ہس لڑکی کو جیتے جی پانی
اُسے پہنچائے لیجا اسکے گھر کو

معافی چاہی قدمون پر رکھکے سر کو
عجب تھا رسم وہان کا اُس زمین پر
اُسے آرستہ کر خوب فی الحال
شتابی آکے یک جن اُس جگہ پر
یہی اس شہر مین تھا رسم دستور
پیادے شہر کے حاکم کے آکر
کہے بستی کو لوگوں نے سب احوال
نہ مانے بات کو قادر کی صلا
نظر کرتا تہا سرور وہ تماشا
ڈرونی کرکے اپنی شکل یکبار
وہ دختر دیکھ کے اُسکو ہوئی زرد
نگاہ جن پڑی جب شاہ دین پر
کہا شاہ اسکو اب تالاب کو جا
ابا میتے نے ایسا کھینچ پانی
وہ جن اُس تالاب کے تین جو پہنچا
کہا سرور نے اس پانی کو دہرکا
نئے سر سے وضو پھر کرکے سرور
دیا تب حکم جن کو شاہ رہبر
سپرد کر قید مین کرنے لگا وہ
کئے دریافت اس لڑکی سے حالت
سنا حاکم نے اس بستی کی یہ بات

گئے پہر وہانسے اپنے اپنے گہر کو
بڑا اتھا قاعدہ سب کافران مین
کسی دیول مین پہونچاتی تہی ہر سال
اسے لیکر کے جاتا تھا اُٹھا کر
یہی معمول تھا ہر ایک کے منظور
گھڑی گہری تہی یک بیٹی کے گھر پر
خفا ہو لب کیا وہ صاحب حال
اُسی دیول مین چھوڑ کے اسکو لیجا
کہ سہمینا چلا یا جن بے تحاشا
ہوا اُس گرد سے یک جن نمودار
بدن ہیبت سے کے بارے ہو گیا سرد
لگا ہر کانپنے دہشت سے تہر تہر
میرے بیٹے مین پانی بہر کے لے آ
کہ پانی کی رہی نہیں وہان نشانی
سراسر غلط ہم حیرت مین ڈوبا
تو بسم اللہ کہہ کے گیا اور بہرلا
وظیفہ پڑہنے لگا فرض ادا کر
گیا بارا ہو اُس بیٹے کے اندر
نہیں وہانسے نکلنے کی ہی راہ
جو دیکھی تہی سڑہ بولی [illegible]
حضور شاہ [illegible] لڑکی سے [illegible]

ادا سے شکر کرکے یون کہا تب
سمجھ اللہ کو بے مثل و یکتا
کسی صورت سے اس آفت کو ٹالو
رعایت اس بلا سے مت کرو تم
اگر ہوتا ہی یہان سے دفع جان
اسی کشتی مین رکھ کے لیکے جاؤ
کریگا راہ مین ہم سے شرارت
غرض بیٹے کو یکدم سب اٹھا کر

پلا ساقیا بادۂ خوشگوار

کیا ہی کوچ پھر اس دیب سے شاہ
بہت ڈھونڈے فقیران جا کے تہا
کیا سبکو سوار آپ پر ہو فی الحال
بفضل حضرت رب باری
کیا الحان سے قرآن تلاوت
کہا پھر شیخ یوسف کو بلا کر
اتر وہانسے چلا آگے کو سرور
بیابان کا ہرن بے دانہ و دام
گیا بستی مین خادم لانے پانی
کہا لوگون نے وہانکے آب لا دو
مگر یک گھر کی عورت پانی دیکر
نہین کیا اس مین کا آب بیٹہا

لہو گئے جو بجا لاؤنگا مین اب
فلا تجعل مع اللہ الّا ما
بہا سے ملات سے اسکو نکالو
دو ایسے ناک مین اجابت مردم
تو ہم یہان لاتے ہین بدل حیات
فلا سے نہ ماپو پسرکو ڈوباؤ
جہازون کو کریگا آکے غارت
کسی بے ورثہ مین آئے ہین پا کر

کہو زندگی ہے مگر بیقرار

فقیران سب چلے ہوائے کے راہ
جہازون پہ وہ پر یک بھی نہین تھا
رکھو آنکھون پہ پٹی باندہ دو
سراندیپ کے پہنچے ایکبارہی
قراءت سے لگا کرنے قرأت
برت ہوا او تم جلد سے جا کر
ہوے داخل پھر یک بندر مین آکر
گیا ہی جو گڑھی ہول و ہوام
نہ پایا آب کی وہان کچھ نشانی
وگرنہ ہی کہان پانی بتا دو
گئی رخصت گیا وہ آب لیکر
ملا پانی جو کھارا اسکو بہیجا

کہا تب شاہ نے لیے ہو مسلمان
کہا ہن جنکو گر کردینگے دور
کہین اس شہر سے جاؤ یہ ہیرا
ترحم پر پلنگ تیز دندان
کہا سرور جو دیکھا اسکا مین کید
کہے اے شاہ سب تجکو خبر ہے
کہا سرور نے ہرگز دہل کیا
پھر اس بستی کا حاکم اور ارکان

تجلی نکر جلد دے تو شراب

سمندر کے کنارے سے کنارے
جو دیکھا چو طرف وہان شاہ پر پیر
مریدان بیٹھے اس پتھر پہ یکبار
ولی اللہ جو ہاہی بن بسل پر
مراقب ہوکے وہان بیٹھا ہی پکڑا
کہا کھانا فقیران خوب کیا ہے
ہرن جنگل کا وہان یک دوڑ آیا
ہوے سرور پیاسے اس جگہ تب
نہ گنتھا تھا نہ ندی تہی کسی جا
کوئی ہرگز نہین اسکی سنا بات
دیا مخدوم کو خادم نے جو لا
جو نکلی بات یہ شہ کی زبانی

یہی ہی حکم میرا اور فرمان
تمہاری حکم مین ہوتا ہون مانو
کہ اس بستی کو لانگا ہیگا کیڑا
ستمگاری ہو دیر گو سفندان
کیا ہون اپنے بیٹے مین ایسے قید
کہ دائم ہم کو پانی مین سے فرت
تم اس بیٹے کو کرکے غرق آؤ
دل وجان سے خوش ہو مسلمان

ہی پیاسے کو پانی پلانا ثواب

بلا اپنے مریدان لیکے ساتھے
پڑا ہی یک بڑا کالا سا پتھر
ہوسے ہین دور سے دریا کے پار
دوگانہ شکر کا پھر وہان ادا کر
کیا روح بزرگون سے ملاقات
جہکے خود اور لوگون کو حقیقی سے
اسے حضرت نے پاس اپنے بلایا
کہے خادم سے پانی اک پلا اب
مگر ہر ایک کے گھر مین کوان تہا
قیامت بپا تہے سخت بد ذات
کہا بیکر کے یہ پانی ہی کہارا
ہوا کھارا سب اس بستی کا پانی

گئی مدت تلک بستی کا سارا
رہا پانی وہ سب کھارا کا کھارا
کئے پانیکی سب لوگوں نے فریاد
کرم سے اُسکے چاہے آکے امداد
گئے پھر وہاں کوان باہر کھدائے
سراسر آب شیرین انسمین پائے

جب آیا صبغۃ اللہ کا زمانہ
کہیں پیچھا میں آیا او یگانہ
وہ آ درگاہ مین قادر ولی کے
دعا مانگے نہایت عاجزی کے
ہوئے اُس گاؤں کے پھر وہ جوان خوش
زبان سبکی ہوئی سرور جان خوش

اری ساقیا اب کر تو سے مدد
کہیں فاقہ مستی سی احوال بد
کہاں تک پکاؤں خیالی پلاؤ
کرک کیلئے ذبح کرتا ہوں گاؤ

ولی اس گاؤں مین یک شب رہا ہے
وہانسے پٹنہ ماری کو چلا ہے
جو حاضر حاضری تھے لانے لاگے
لگے رکھنے ولی نعمت کے آگے
نیاز ان کی لیا صاحب ولایت
کیا پھر بہت فضل و عنایت
وہ اپنے جورو بچے لیکے اُسجا
فقیروں مین کہیں اگر پڑا تھا
رہا وہاں تین دن تک جب ایسطور
کیا سرور نے اُسکے حال پر غور
کہا یکبارگی ہو کر زمین بوس
کروں کیا عرض مین افسوس افسوس
اسی پیشی سدا گزران میری
جہانمین تھی اسی سے شان میری
ہوا یکبارگی گھر میرا برباد
ہوئی یکدم معاش اہل و اولاد
نہ کھانا ہی نہ کپڑا ہی نہ گھر ہے
نہایت حال میرا ابتر ہے
کہا تختہ ہوا اُس کا کرسی جا
شتابی جا کے تو اُسکو اٹھا لا
رکھا تختے کو آگے شہ کے لاکر
کہا تب ایک لکڑی باندہ اسپر
چھڑی اور گودڑی یک اسکو دیکر
کہا مچھلی پکڑ یہ اور لیکر
بفضل حق گیا کشتی پہ چڑھ کر
بہت سے مچھلیاں لایا پکڑ کر
ولی حق نے اُسکو پار اُتارا
مراد اپنی کیا حاصل بیچارا
کرامت وہاں بھی اپنی آ بتایا
جتا تھا جیسے اُسکو جتایا
وہ تھی سبز اور جانے ہوا در
وہاں اترا ہی اکر دین کا سردار
بہت فاقوں سے مر کر پاتے کھانا
گویا چاول وہاں موتی کا دانا

جب اُس بستی مین وہ سالار آیا
ہر ایک نے کھانا اپنے گھر سے لایا
وہ ہر ایک خوان لیکر اپنے سر پر
نہایت عجز سے گزرانے لاکر
انہیں لوگوں مین تھا یک شخص لاچار
نپٹ مسکین فکروں مین گرفتار
اور جو دیتے تھے گزران اسپر
وہی تھا اسکے حق مین شیر مادر
اُسے پوچھا بلاکر کون ہے تو
سنا احوال اپنا ابتو مجھ کو
تھی یک کشتی تجارت کی میرے پاس
تھا اُسسے کام جینے کا میرا اس
قضارا ناؤ طوفان مین پہونچے
اور سب سوداگری پھر مجھسے چھوٹے
ہر نگ موج نت برباد ہوں مین
مثال ماہی بے آب ہوں مین
رئیس دین کو اُسپر مہر آیا
نپٹ حالت پہ اُسکے درد کھایا
گیا یہ ڈھونڈنے دریا کنارے
ملا اس ناؤ کا ایک تختہ پانی سے
پھر اُسکو کشتی اور پردہ بند پایا
کناری بحر کے اُسکو رکھایا
کیا یک خادم اپنا اُسکے ہمراہ
چلا تختہ وہ کشتی بنکے ناگاہ
فرشت ہو کے بر آیا مقلب
حسد کرنے لگے اُسکے سگے سب
وہانسے آئے کے شہ کایل پٹن کو
تر و تازہ کئے سر کیا چمن کو
وہاں سے ایک بستی مین جو آئے
کہیں اوچھا دن امراؤں کی پائے
تھی اُن روزوں وہاں قحط سالی
پڑے تھے آبا ہی کھیت خالی
نظر کرتے تھے جب دم دمہ کی مورت
تو روتے یاد کر روٹی کی صورت

چلے پھر دیکھو دور تہا خار کا کہیت
بنی وہ سرزمین تلوار کا کہیت
زبس اوس گاؤنسے غلہ ہوا گم
تہے سینہ چاک عالم مثل گندم

گئے نزدیک جو اوس جگہ وہان ن
نہین آئے کسی جا کا سے پر وہان
بہت بیلے ہین پاپڑ رانڈن نے
نہ بکپوری رہی ہونی پوری بیسر

نہ کہیتی تہی نہ باڑی اور نہ تہی بیک
رعیت پہر رہی تہی مانگتے بہیک
زبس فاقونسے سبکی چربی گلی
لگے ہین اوٹنے اور پیچ نکلی

طبیعت سب کی بہوک سے ہو گئے درہم
ہو بیٹہے تہے غم کہاتے تہے ہر دم
غرض اس قحط سے تکلیف پاکر
رہے بہوکے فقیران سب سراسر

وہان پہرنے کو نکلا دیو کا بیل
کہ تہا سب بیل کا وہ گاؤن سرخیل
فقیران ذبح کر سکو پکائے
خدا کا شکر کر کے خوب کہائے

ہوئے اس حال سے کافر جو خوار
بکڑ کر ہو گئے لڑنے کو تیار
تمامی جمع ہو یکبار آئے
پکارا اور ہنگامہ مچائے

زبس انکو ہوا ہے بیل کا غم
یکجا ہو کے وہان آئے ہین باہم
کہا معلوم شہ جب انکا جہگڑا
منگایا بیل کا سب ہاڑ دہڑا

چہڑی سے اپنے اسکو کر اشارہ
جلایا بیل کو ان سے دوبارہ
اٹہا جب بیل جی کر خوش ہو سب
لگے ڈنڈوت کرنے شاہ کو سب

وہانسے آئے پہر یک دوسرے گاؤن
کہ تہا گنشا نبرا اور جہاڑ کی چہاؤن
ولی سمجہا یہ آکر پائے آرام
کہ یہین کٹ گیا دن ہو گئی شام

چماروں نے ہرن پکڑ کے چمڑے
کہین وہان بیچنے کو گئے تہے
فقیران سمجہے ہو یہ نذر سرور
گئے لے ایک ایک چمڑا اٹہا کر

چمار اسکام سے ہو دلمین ناشاد
گئے حضرت سے رو رو کے فریاد
ولی حق زمین پر پاڑنکو مار
کہا لو اسکی قیمت یہانسے یکبار

بانی شاد کی سنکر یہ بول
تو لے ریت وہانکی اور لئے مول
کئے تہے جتنے پیسونکا ارادہ
ملا اس خاک سے ان کو زیادہ

ہے جب مٹی سے نقد خداداد
زمین کو چوم کے گہر کو گئے شاد
شہا نامی ہی مقرضی نہایت
کرم سے اپنے کر سکو عنایات

انسے بھی ای زری زر بخش عالم
دفینہ غیب کا دیکر دی خرم

پلا بادہ ای ساقی مستقیم
کہ ہو دور آگے سے دیو رجیم
اگر کشتی بادہ او حضور
تو میتا ہو بیراک ور غم کا جور

وہانسے چلدیا جب شاہ عالم
ملا شہر یک تہا جسکا نام بسم
کہا اس گاؤن مین وہ شاہ کامل
رفیقان ساتہہ لے آکر کے منزل

ہرن جو شاہ کے تہا ساتھ آیا
پلا نزدیک سے یکدم بٹہایا
کہا خادم سے ہو کاہی یہ ہو
ذرا اسکے لئے اب دود لا تو

چلا وہ ڈہونڈتا جو دود ہر جا
تہا یک گہر مین باری سکا لاگا
کہا گہر والے سے خادم نے جاکر
مجہے دے دود تہوڑا جلد لاکر

ہرن کے واسطے ہے شیر درکار
شتابی دے نکر ہرگز تو انکار
وہ گہر والا نہ کر کے اسکی پروا
کہا نہین دود میرے پاس چلجا

سنا خادم ہوا نا امید وہانسے
کہا احوال شاہ زمان سے
زبان سے شہ کے تب نکلا یکایک
کہ اسکی ہو زبان اسکو مبارک

تہے جتنے گائیان اور بہینس سبہا
گیا ہی سوکہ سارا دودہ انکا
کسی ہی بدعا از بس کہ تاثیر
ہوا نہین گہرمین انکے پہر کبہی شیر

پھر اُس بستی کے لوگان ملکر ہو رہے
ولی حق نے اُس تلوار کو لے
ہوئی اُس روز سے اُسکو فراغت
چنانچہ اب تلک بھی اُس جگہ پر
وہان کے لوگ کرتے ہین نا شاد
گھرون پر جنگلی پھولان لگا کر
ڈرونی شکل انکی دیکھ یکدم
ولی حق نے سُن یہ ماجرا سب
ولی انکو بلایا اور پوچھا
نہ آؤ اسطرح سے دوسرے بار
برس کو عید آتی ہے ہماری
کہا سرور نے بس اب یہانسے تم جاؤ
سُنا یہ بات شیطانونکا سردار
معاً شیطان کی سب فوج آئی
لگی ہے الٹی ندی بہنے یکبار
ابھی تک ندی وہ الٹی ہی بہتی
وہان کوچ کر جب چلنے لاگے
شہ دین کو پسند آئی وہ جاگا
فراغت پاکے وہانسے عارف رب
کئے سیر اگیان جو شہ کا درسن
[illegible] سے ہم ہو کے ہین ای شاہ

حضور شاہ آئے ہاتھ جوڑے
اٹھا کر ہاتھ مین کہ دست دیکھے
دیا اس گاؤن کی حق نے ریاست
ریاست گانگی ہے اُسکے ہر گھر
گئے حضرت سے آیکبار فریاد
سرو نہر کنکے پھرتے ہین سراسر
اذیت پاتے ہین بستی کے عالم
تن تنہا گیا ندی پہ یک شب
کہو تم کسلئے آتے ہو اسجا
بنی آدم کو چھیڑو مت خبردار
تو جوش ہو کر گے ہم سب یکباری
کبھی بار دگر اس جا پہ مت آؤ
دیا ہی بھیج اپنی فوج خونخوار
شرارت شیطنت یکدم مچائی
ہوئے شیطان پانی مین نگون سار
سمندر کو ہی نت پر جوش رہتی
پہاڑ آیا بدی مالی کا آگے
خوشی سے بیٹھ کر وہان چلہ کھینچا
لگا ہی دیکھنے اُسکو وہ کو سب
گئے ہین بھول اپنا رام لچھمن
کھلا کچھ بیٹھ پھر کے ہم کو للہ

خوشی ہو کر دیکے تلوار لا کر
اسکو پھرتے اپنے طرف سے
پھر اسکے بعد اسکے سارے اولاد
ہین گھاتے پیتے سب آباد باہم
کہ اس بستی کی ندی بیچ ہر آن
جو ندی پور ہو بہتی ہے یکبار
نہایت کھینچتے ہین اُسے آزار
جو دیکھا آکے ندی کے کنارے
یہان کرتے ہو کیون آکر کے یو دھوم
کہے ڈانٹ کر کے وہ شیاطین
خوشی کرتے ہین تک اسجا پہ آکر
گئے شیطان وہانسے ہو نڑھے
کہا جلدی سے اُسکو مار آؤ
ولی اللہ انہین غصے سے دیکھا
الٰہی دو تین بار ایسی بُری فوج
ولی حق جو یہ آفت کیا دور
کوئی اسکو نہین تھی برائی
دو چندان کشف اُس چلے سے پایا
سنا جسکی ہزار اسجا پہ قائم
وہین ڈنڈوت کرتے سر جھکا
کرامت آزمانے کی لئے او

کیا ہی نذر شہ کے کرنش ادا کر
کیا ممتاز اسکو اُس شرف سے
حکومت سے رہے نت شاد و آباد
سدا سب چیز سے ہین شاد و خرم
گھڑی کی راہ تک پھرتے ہین شیطان
تو آتے ہین شیاطین ستمگار
تپ و لرزہ مین ہوتے ہین گرفتار
شیاطین کو دتے ہین ملکے ساری
بتاتے کیون ہو اپنی صورت شوم
ہماری تو انکا بیگا یہ آئین
لگاتے ہین دل اپنا گا بجا کر
کہے یہ حال اپنے پیشوا سے
نہین تو جیسے جی یہان بھیج لاؤ
ہوا احوال انکا زیر و بالا
کہ ڈوبی سر بسر شیطانکی فوج
ہوے سب لوگ وہان کے شاد و مسرور
کہ اطراف اسکے تھی سبزی سہانی
خدا سے لو محبت کی لگا یا
تس کرتے پڑے تپے دلسے ایم
ادب سے آگئے اُس سرور کے آئے
طلب کھانیکی جنگل مین کئے او

ولی اللہ مطلب اسکا پا کے
موافق حکم کے پھر شاہ یوسف
جو میوہ چاہا وہ میوہ سے پایا
جو دیکھے جوگیون نے یہ علامت
یہی تجویز لاگی آ کے سبکو
گیا ہے سو فلک کا صاحب تاج
یکایک چو طرف گھیرا اندھیرا
فقیران شہ کے جب سو گئے سب
سناسی وے کہین قابو جو پائے
گرو انکا تہا یا سنیاس اوہان
بفضل حق ہوی یکبارگی بہور
لگے فوری نور اڑنے ہوا پر
جو یوسف کے سرانے تہا وہ کچکول
کہا حضرت نے یہ کشتی مقرر
گیا خادم طلب کشتی جو یکبار
نہوگا ہم سے ہرگز کام ایسا
بہت لاچار ہو خادم بچارا
گئے فی الفور بہجا شاہ یوسف
سنا وہ جو تہا سلطہ ہوا خاک
ہوئے شرمندہ دلمین سب گسائین
وہ سب پہر آگے حضرت پاس آئے

کہا ہے شیخ یوسف کو بلا کے
وہ کشتی لے گئے کرنے تصرف
جو سید ما مانگا وہ پایا ہے سید ما
کہے کشتی مین ہے ساری کرامت
ہمیشہ ڈھونڈتے تھے وقت قابو
ہوا بیدار مہند شب کا مہراج
لگے سب جانور کرنے بسیرا
چلے پہر آگیان چوری کیتن تب
ولی حق کی کشتی کو چرا کے
جمے سب با لگے گرد اسکے یکسان
شب تاریک کا پنہان ہوا چور
چھپا کونے کے اندر جا کے شہر
چرا کر لگئے اس رات اوعزل
گئے لے جوگیون نے ہے چرا کر
کئے انکار یکدم سارے کفار
کرومت ہمکو تم بدنام ایسا
کہا حضرت سے یہا انکا حال سارا
بتائے انکتین اپنا تصرف
کرو اور چیلون کے منہ مین پڑی خاک
ہو عاجز کرنے لاگے سائین سائین
معاف اپنی خطا کیتن کر لے ئے

پہیری کشتی تم اپنے ہاتھ مین لیو
جسے خواہش وہان جب پہیر کی تہی
دلو مین اپنے جو چھپنے تھو پائے
چرا کر اسکو لیجانا ہے بہتر
گیا دن سر بسر اور رات آئی
چھپا جا آشیان مین مہر شہباز
تمامی شہران کو رستے نکلے
وہ کشتی شاہ یوسف رکھ سرانے
زمین مین گاڑ ہی اس کشتی کو لا کر
بہت سا کر کے پہر جوگی جلندر
ہوا چارون طرف جگمگی اجالا
جہا مین جتنے تھے جاندار جاگے
وہ ہو بیدار جب کشتی نہ پایا
کسی خادم کو انکے پاس بہجواو
لگے کہنے کہ ہم پر ہی یہ تہمت
اگر تم کو ہے ہمپر بدگمانی
کئے تب شاہ شیخ یوسف کو فرمان
کئے نام خدا لیکر ندا تب
گرے پہیر اگیان اوندھے سراسر
وہ کشتی شاہ یوسف لیکے آیا
ولی حق کیا انکو مسلمان

جو مانگے جیسا کہا نا انہین سو دیو
انہے وہ چیز شاہم پیٹ بہر دی
سبہون نے خوب سا سیری سے کہائے
کہ ہر کچکول کے اندر ہی منتر
طبق کو مہر کے شب نے چرائی
لگی ہے شہر شب کرنے پرواز
شب تیرہ کے کالے چور نکلے
لگے تہے اس گہڑی آرام پانے
بنائے چوترہ اوپر سراسر
کئے اطراف جادو اور منتر
اندہیرے نے کیا منہ اپنا کالا
ستارے چرخ سے جون چور بہاگے
یہہ حالت اپنی مرشد کو سنایا
کہو کشتی کو اپنے مانگ کر لاو
ہم اپنی ذات کی کہوینگے کیونکر
بہلا تبلاو مجبوری کی نشانی
کہ تم اب جا کے کشتی لاو یہان
کہ اے کشتی کہان ہی تو نکل اب
نکل آئی زمین سے کشتی اوپر
دیا مرشد کو اور قصہ سنایا
دل و جان سے قبول اسکا فرمان

وہ کشتی پہر خوشی سے انکو بخشا | کہا اُس سے تمہارا کام ہوگا
نہیں ہو دیگی جو جو چیز درکار | خدا دیویگا اُس کشتی سے یکبار
نہ حق رکھیگا انکو پہر نراسے | نہین رہنے کے تم پہر ہو کے پیاسے
خوشی سے اُنکو تب رخصت کیا ہے | وہانسے آگئے کا ماجرا یہ
غزل خاطر پہ آئی میری یہان اور | صفت مین اُسکے لکھتا ہون کہو جو

غزل

نواسا مصطفے کا شاہ میران | ہی پوتا مرتضی کا شاہ میران
بلا شک قرۃ العین ہوگا | امام مجتبی کا شاہ میران
جگر گوشہ ہے اور دلبند زہرا | شہید کربلا کا شاہ میران
دُر دریائے بحر غوث اعظم | ہی زینت اولیا کا شاہ میران
مثال شاہ ابراہیم ادہم | ہی خسرو دوسرا کا شاہ میران
برآوین اُس سے کیون نہ کام | معین ہی بینوا کا شاہ میران
غرض نامی سے کب ہو اُسکی تعریف | مقرب ہے خدا کا شاہ میران

ارے ساقی دے مے کہ ہو روح فتوح | کہ چہتا ہون تجہسے یہی ہی فتوح
ذرا سن مزیدار یکبات تہے | ولی سے ولی کی ملاقات تہی
یہان لکہتا ہون وہ روایت | لکہا جو صاحب کنز الکرامت
بفضل حق جلالہ جب کئی روز | مدالنہر نگر مین شیخ فیروز
سٹانہر ولی پاک مشرب | مریدونسے کہا آج اہین سب
ولی اللہ یک آتا ہے اسجا | کرو سامان مہمانی مہیا
تکلف سے بہت کھانا پکاؤ | بڑی تعظیم سے اُنکو لے آؤ
مجاور طبل عالم کے ہوشیار | ضیافت کا کئے اسباب تیار
گئے سب ملکے پہر آگئے کئی کوس | ملے قادر ولی سے ہو قدمبوس
بڑی توقیر اور عزت سے لائے | شرف آنے سے اُسکے سب نے پائے
گیا درگاہ مین شاہ مکرم | ہوا پہر بند دروازہ سے محکم
رہا گنبد کے اندر دیر یک شاہ | ادہر بیٹھے تہے خادم دیکھتے راہ
مجاور یکدم کہانا پکا کے | کئے یون عرض شیخ یوسف سے آکے
کہ کھانا دیر سے پک کر دہرا ہے | کہو اب آپکا فرمان کیا ہے
بہت اسباب کی ہے ہمکو حیرت | کہ نکلے کیون نہین گنبد سے حضرت
پڑا ہے پک کے مہمانی کا کھانا | بھلا کسطرح لوگون کو کھلانا
نہ دروازہ کہلا ابتک ہوئی دیر | نہ آیا باہر وہ صاحب کرامات
کہا تب شاہ یوسف دیکھہو مت راہ | نہین آویگا باہر وہ حق آگاہ
شتابی کردو سب تقسیم کھانا | نہ رکھو باقی ہرگز ایک دانا
غرض کھانے کو بانٹے اور کہائے | بچہا کر بستر سے آرام لیٹے
ہو پہنچا ایک خادم اُٹھکے آیا | ذرا گنبد کے دروازے سے جہانکا
وہان قادر ولی اور طبل عالم | تہے بیٹھے ملکے کہانا کہاتے باہم
منور ہو رہی تہی ساری درگاہ | تناول کرتے تہے دونون حق آگاہ
جب دیکھا خادم وہ الوان نعمت | کیا تک دلین اس لذت کی حیرت
بلا کر اُسکو جلدی شاہ والا | دیا یک ہاتہہ مین اُسکو نوالا
وہ لقمہ لیکے خادم جب ہی کھایا | بہت نعمت کی لذت اُسمین پایا
لگی آنے دہن سے اُسکے خوشبو | رہا اُس روز سے وہ ہر وقت خوشخو
رہا شہ تین شب گنبد کے اندر | ملے دونون ولی [illegible]

پہر اسکے بعد وہ پہر صفا ہوا گنبد سے باہر رونق افزا
مریدان دیکھو اپنے پیر کو جب قدم بوسی کئے ہین دوڑ کر سب

وہانسے پہر وہ مقبول الٰہی
ہوا ہے جلد تنہا ور کو راہی

شتابی سے آ ساقی لا چاہون پلا مجھکو دارو کہ بیمار ہون
بجز تیرے مشکل ہے اب چارہ گری کہ ہم بانہین ہے بن جان پروری

کرم سے حق کے جب وہ شاہ کامل ہوا اک شہر تنہا ور مین داخل
لگے ملنے کو وہان کے لوگ اکل ولی حق کا بستی مین پڑا غل

تھا اُن روزون مین راجہ سخت بیمار عجب کچھ لا دوا تھا اسکو آزار
کوئی دشمن کیا تھا اُسپہ جادو نتھی ملنے کی طاقت جائے اسکو

دوا ہرگز اثر کرتی نہین تھی ہمیشہ تن سے بیماری قرین تھی
نتہا کھانیکا سونیکا اُسے دھیان پڑا رہتا تھا حیران و پریشان

سُنا راجہ نے جو حضرت کا احوال ہوا دل مین نہایت اپنے خوشحال
کہا آئے ہین ایسا شاہ کامل شفا انکی دعا سے ہوگی حاصل

گیا پہر بیٹھکر ڈولی مین راجہ حضور شاہ آیا ہاتھ باندھا
گرا بے اختیاری سے قدم پر کہا پہر یون زمین پہ سر کو رکھکر

کہ مین بیمار رہون کر چارہ سازی ہون بیدل چاہتا ہون چارہ سازی
مجھے صحت عطا کر شاہ عالی چلا مت اپنے در سے مجھکو خالی

خدایا بر من مسکین نگاہی پیاپی گر نباشد گاہ گاہی
اگر اچھا ہوا یہ آزار میرا رہونگا دل سے خدمتگار تیرا

کہا تب شاہ مت ہو گھبرا تو کیا ہیگا کسی نے تجھپہ جادو
خدا کے حکم سے کرتا ہون اب توڑ نکل جاتا ہے تیرے تن کا سب کھوٹ

مگر تو دل کو اپنے فکر سے چھوڑ ترے سے ہوگا سحر ساحری دور
کہا خادم کو اپنے پہر بلا کر ہے اس راجہ کے گھر مین یک کبوتر

تب اسکے نوکرونکو ساتھ لیجا کسی ڈھب اس کبوتر کو پکڑ لا
کبوتر کو لے آئے شاہ کے پاس اُسے لیکر کے دیکھا سر و پا مس

چُبا ئے تھے سراپا اسکے سوزن پڑے تھے تن مین سب باریک روزن
دُعا پڑھ کر جو سر کی سوئی نکالا تو نکلا آنکھ کا راجہ کے جالا

الٰہی صورت نکالا جب ہر یک سوئی بافضال خدا صحت اُسے ہوئی
نکل گئی ناتوانی اور سستی ملی راجہ کو یکدم تندرستی

کہا حضرت کے پاؤن پڑکے راجہ مجھے تو جان بخشا دل نوازا
مہاراج ملک لکھدیتا ہون تجھکو یہ لیکر نذر عزت بخش مجھکو

مین اس احسان کا بدلا کرون کیا مگر دیتا ہون جو ہے ملک میرا
کہا شہ ملک مجھکو نہین ہے درکار رہے تجھکو مبارک تیرا سرکار

عقیدت تجھکو گر پوری ہے دل سے تو اپنے ملک سے تھوڑی زمین دے
کہ جا جینے کی کرون وہین بستر میرے بعد از میری ہو قبر اُسپر

کہا راجہ نے جہان اچھا ہو جو جہان ہووے پسند طبع وہان رہو
وہانسے شاہ تر دا تور آیا تھا اس بستی مین حیرت کا سمایا

مچا تھا گاؤن مین حیرت کا غوغا اکیکا چو طرف غل ہو رہا تھا
پجاری جو سُنے حضرت کا آنا کہے اُس گدا کو آزمانا

جہان پا بس سے ہو گئی جب کرامت مسلمانون کو ہو دیگی ندامت
نہین تجویز کر کے سامنے سے کیا پجاری آگئے حضرت سے اظہار

برس کو کھینچے ہین تیر جو ہم
پجاریو نسے سخن سن شاہ میران
سنا تھا در دلی سے یہ سخن جب
ہوا جب حکم شہ کا بت پہ جاری
انہون مین کا پوجاری ایک بولا
خدا سے تب دعا مانگا ہے سرور
پڑا ہے فاتحہ تب اس جگہ پر
وے دونون ہونگے ہوکر ظاہر
لے آئے کھانا سب گہر سے پکا کر
ابہی تک اوس کوین مین ہیگا کہانا
کہے سب نے کہ ہی تیار سب کام
بتا کر ایک جاگاہ شاہ نے تب
بنائے ایک مسجد اس جگہ پر
کئے ہین لوگ وہان کے آملاقات
تہا انمین یک نپٹ محتاج مسکین
کر آئے پر ہتی کے نت گذر ہے
اگر یک بیل بخشیگا مجہے اور
اور اون جہاڑ و نکے آگے ڈال چارا
جو اٹھکر صبح کو وہان دوڑ آیا
کسی نے تب کہا ای شاہ نیکو
سنا جب شاہ اس ٹاپو کا مذکور

ہزارون انکو لگتے ہینگے عالم
کہا اس دیو کو پتھر کے فرمان
گھسیٹا دیو اپنے تیر کو تب
بہت حیرت کر ساری پجاری
میر کے گھر جہاڑ رہی یک ناریل کا
ہوا وہ جہاڑ یکسر تازہ و تر
سبب اسکا مریدان پوچھے آکر
عیان ہوویگا انکا فیض باہر
رکہے ہین روبرو حضرت کے لاکر
نکل آتی ہے بہاجی یا کہ دانا
وہ لے مسجد کے لایق ہین ملے تمام
کہا کہو دو یہان پاوینگے مطلب
کئے ہین کام سب بہتر زبہتر
لے آئے نذر اپنے گھر سے سوغات
ہوا تہا گردش قسمت سے غمگین
بہت سختی میرے اولاد پر ہے
کرون گا اپنی مین گذران ہر طور
خدا مطلب کریگا آشکارا
بندہ ہے دو جہاڑ سو دو بیل پایا
کہیگا اندمان نام ایک ٹاپو
رکھا دلین ور آیا مین لاگور

چلاوین تم اگر بے آدمی کے
تو جلدی کہینچ اپنا تیر اسے سنگ
عجب یو دیو سا کہا یا کوڑا
بزرگی شاہ کی ہر ایک نے بوجہا
کہے دنیسے گیا ہی سو کہو وہ سب
وہان سے گاؤنکے جب باہر آیا
کہا یہ دو بزرگون کی جگا ہے
جو پیر ہم بیٹھ کو تشریف لائے
دو کہانے کو نہین سرور نے کہا یا
کہا اوس گاؤنکے لوگو نسے سرور
ستون اسکے ملین گر ہمکو دو چار
بفضل حق جو وہ جاگا کہو دا ہے
ولی حق جو وہ مسجد بنائے
کیا ان سب پہ حضرت مہربانی
کیا وہ عرض آکر پادشاہا
مجہے وہ چرخ بس آتا نہین ہے
کہا شاہ بیل باندیک جہاڑ سے تو
کیا بیچارہ جیسا بولا تہا شاہ
بہت خوش ہو کیا شکر الٰہی
وہان حضرت سلیمان کا مکان ہے
کیے اونچا مقامات آکے سرور

تو ہم سب جانتے ہین تمکو جی سے
پجاری تیری تا ہون دیکہکر دنگ
پہر اکر یارون سنتے انکے جہاڑ
عقیدت سے لگا کرنے تو پوچھا
تو اسکو کر عنایت سے سراپا
ہزار ایک وہان کا جو آکے بستا پایا
اسی جا دفن انکے تن کیا ہے
وہانکے لوگ سب خدمت مین ہی
کو ان تہا ایک جو وہان سمہین ڈالا
نہین مسجد ہے مین بستی کے اندر
ابہی مسجد ہم بنا کر دو وہین تیار
وہان سے چار کم بچ کے پلے
وہان سے نر کلا پہرے کو لئے
دیا ہر ایک کو گنج شادمانی
میرے ہی گاؤ مین جو بیل یکتا
میرا دل سلئے دایم حزین ہے
بندیک خالی رسن دو سے شجر کو
ہوا اس بیندا پر فضل اللہ
جگی قسمت گئی ساری تباہی
اور یک پارس گئے پانی کا کنوا سی
تہی بستی بستی یک کوتک سرا سے

بسہر مین ایک سوداگری تھی — بڑی سوداگری کی گرم بازی تھی
بہت تجار وہان ہاتھی نشین تھے — جہان مین جنکے کوئی ثانی نہین تھے
وہ تھے سوداگران سب مال پرست — تھے اپنے ہاتھیونکو دیکھ خودمست
نہین خاطر مین لاتے تھے کسیکو — بہت مغرور تھے اور سخت بدخو
کیا حضرت نے یہ انکو نصیحت — کہ ہر یک سے کرو خلق و مروت
دماغ و شان فرعونی کو چھوڑو — شرارت سے کسیکا دل نہ توڑو
کرو تم اختیار خاکساری — کہ ہینگی خاکساری حق کو پیاری
کہا سرور کا وے ہرگز نہ مانے — تکبر مین ہی خوبی اپنی جانے
ولی اللہ خفا ہو کر کے اُس آن — نجوم نحس کو فرمایا فرمان
ہوا ہے اختر منحوس کا دور — گیا دولت کا انکے سب بدل طور
لگا کم ہونے اُنکا جنس اور مال — گئی بودار کی پوچھیگی کہال
تجارت بیچ لگا ہونیکو نقصان — لگی گھٹنے کو ہر چیز ہر آن
گیا سب سودا اور رہا ہے تجارت — خسارت تھی خسارت تھی خسارت
ہوی زایل فراغت سب شتابی — گئی خوبی اور آئی تھے خرابی
کہے دل مین کہ جو ایسا ہوا ہے — ہمارے یہ گناہون کی سزا ہے
نمانے ہم جو حضرت کی نصیحت — ہوے فاش اس سے آخر فضیحت
غرض وہاں سے قدم شہ نے اٹھائے — اور اس ناگور مین تشریف لائے

کہ میری تو ای ساقی خضر راہ — نگہ اب مجھ پہ فرما کرم کی نگاہ
پلا خوب سیری سے مجھکو مدام — کرے جو ولی کوچ سے یہان مقام

با فضل خدا وہ حق کا واصل — ہوا ناگور کے سرحد مین داخل
نہ تھی بستی کہین وہان آشکارا — تھا جنگل اور دریا کا کنارا
پسند آئی جگہ وہ شاہ دین کو — اتر کر وہان دیا عزت زمین کو
خبر لینے کو تجار و کارا جب — گئی پوشیدہ ہرکارے رکھا تھا
کہا حضرت کو جگہ پسند آگئے — شتابی پاس ہیر کے وہ خبر لاے
کہے ہرکارے راجہ سے بطور — معا خود دوڑتا آیا ہی فی الفور
کہا سب ملک میرا ہیگا حاضر — جو چاہو لیو وہ ای شاہ قادر
کہا شہ ملک لیکر کیا کرون سب — یہان اب بستر کی دی زمین اب
معا راجہ نے کٹوا وہان کی جھاڑی — لگا یا جھاڑ کی سب ہول باڑی
ولی حق خوشی سے وہان اتر کر — نشان اپنا چڑھایا اُس جگہ پر
ہوی وہ سرزمین سب رشک گردون — لگا نقارہ بجنے شہ کا دون دن
لگا ہونے ولی کا وہان ظہورا — سفر ماہ کا ہوا اس دن سے پورا
کہا شہ شیخ یوسف کو بلا کر — مین آتا ہون گا ایک چلہ ادا کر
عوض مین میرے اب ہو کر کے قایم — تو رہنا سب فقیرون ساتھ دایم
چلا دریا کے کنارے اپ ہی جا گا — ولی اللہ وہان آیا اکیلا
لیا چالیس لونگ اور کوزہ پانی — کہا اس سے ہے قوت زندگانی
سمجھ ایک پاؤن پر ہو کر وہان شاہ — جناب خضر کی تھا دیکھتا راہ
ارادہ تھا کہ حکم خضر لے کے — وہ بارہ جنگل کا پوچھا کہ دیکھ
[illegible] — سلیمان کا نشان سب کو بتا کے
اسی دھن مین کہ تھا ایک برات — کہ پایا خضر سے فیض ملاقات
جناب خضر مثل نقش بانری — ملا قادر ولی سے ایکبارگی
ولی اللہ [illegible] کرکے — کہا یہ حق ای خدا کے محرم راز

کہ مین چاہتا ہون پارس چلکے جاؤن
تماشا دیکھیے تا اس جا کا عالم
الٰہی تھمدی جب ہو ویگی پیدا
کرامت دیکھنے کی ہے تمنا
جناب خضر پھر قادر کو لے آئے
سکندر کا کنوان ہی یہہ بلا ریب
نکل آیا کنوان وہان ایک بہتر
کہا تب خضر حکم خالق رب
یہی تیری سدا رہنے کی جا ہے
یہی بھاتے لوگونکی چال اور زبان او
کہا تب خضر نے ای شاہ پیران
کریگا جو تیرے بعد از خلافت
یہان ہر سال ہوگا عرس تیرا
یہ باتین کرکے خضر پاک طینت
کئی روز ونکے بعد از شعلی پاس
پھرے تو ساتھ چلے بے تماشا
سوا ان دو کے ہی کون اس سے محرم
مکان تھا آئینہ سا صاف و شفاف
چمن سرسبز و تازہ ہر طرف تھا
چمن سارا تھا رنگینی سے بھر پور
چمن پر سقدر تھا تاب و آب

سلیمان کے مکان کو دیکھ آؤن
عجائب کر نظر ہوون خلق خرم
یہ جا انکے لئے ہوگی ہویدا
بتاتا ہون کرامت سے مین وہ جا
پڑا ایک کنوان دکھلاکے فرمائے
ہوا ہی ریت مین یکبارگی غیب
بھرا تھا آب شیرین اسکے اندر
تیرے حق مین ہوا ہی اسطرح اب
یہ تیری دفن ہونیکی جگہ ہے
بنیگی اسنے صحبت مجھکو کسطور
تیرے سب کام کا حق ہی نگہبان
کرونگا مین بھی اسکی نت حفاظت
تیرے در پر رہیگا سبکا پھیرا
گیا قادر ولی سی ہوکے رخصت
پھر آیا خواجہ خضر ہادی الناس
بتاتا ہون مین اُس گھر کا تماشا
سنا مین جو لکھا واللہ اعلم
تھی یک زنجیر آہن اسکے اطراف
ستم باد خزان کا بر طرف تھا
عمارت سب لطافت سی تھی معمور
تھا جس سے عاشقانہ غرطہ بیتاب

اور اس دریا کو تا پوتک بہاؤن
کہا تب خضر نے یہ قصد مت کر
ہی اونکے واسطے یہ جا امانت
یہہ کہکے کشف سی انکو بتایا
کہ ہین بھی اور سلطان سکندر
ولی کے ساتھ رہتے تھی جو جن چار
جو دیکھا ایک بیک چاہ خداداد
کہ تو دایم رہے اس سرزمین پر
کہا شہ ہی وطن میرا بہت دور
پھر بعد آوینگے یہ کیا میرے کام
ہی وہ والی تیرا جیتے مرے پر
خبر لیتا رہونگا تیرے گھر کی
زیارت کو تیری یہان آوینگے سب
عبادتین خدا کے ہوکے مشغول
کہا حق کا ہوا ہی حکم مجھکو
گیا لیکر غرض جیسا مکان تھا
گئے جب اُس مکانین خضر و قادر
عجب کچھ رنگ سی ہوا تھا گلزار
تماشا تھا وہان سب جام جم تھا
مکان بہتر جہان دیکھا تھا ان تھا
تھی جاری نہر مثل دُر غلطان

خدا کے حکم سے اسکو کھداؤن
نہین یہ بات ہو ویگی میسر
رہے گی یہ سلامت تا قیامت
یہانتک بیٹھے بیٹھے شاہ دیکھا
پہنچے تھے پانی آکر اس کوین پر
کوین کی سب نکالے ریت یکبار
بہت دلمین ہوا قادر ولی شاد
کیا ہی قطب تجھکو یہانکا داور
کہان پورب کہان صحرای ناگور
رہیگا کسطرح [illegible]
کریگا حق تیرے سب کام بہتر
نگہبانی کرونگا اس نگر کی
تیرے درگاہ سے پاوینگے مطلب
لگا رہنے کو وہان وہ حق کا مقبول
سکندر کا محل بتلاؤن تجکو
کہون کیا مین کہ وہ کیا تھا کہان تھا
محل دیکھے عجائب اور نادر
درختان میوے کے ہر جا تھے پُربار
نمونہ تھا گویا باغ ارم تھا
مصفا مثل قصر آسمان تھا
ہر یک چشمہ تھا جاری جو بدخشان

وہاں خضر اور ولی اللہ بخیر
کئے شکر خدا وہ دیکھکر سیر

ولی خضر جب اسکو بتایا
پیالہ غیب سے صندل کا آیا

کہا خضر نبی اس مقتدا سے
ہیں یہاں صندل کے چھاپے اولیا سے

دیا ہی غوث اعظم نے ہی چھاپا
نشان ہی سب مکمل اولیا کا

یہاں چھاپا دی تو ہی ایکباری
رہے تا اس جگہ پر یادگاری

ڈوبا صندل میں پنجہ کو ولی آپ
برابر پنجہ جد کے دیا چھاپ

اسی دم غیب سے فی الفور سمجھا
صدا آئی کہ انت القطب حقا

جو لوہے کی سنکل تھی گرو گہیرے
لپیٹے ہیں محفل کو سات پھیرے

لیا ہے خضر اسکے چار کڑیاں
لگے تھے جن میں چھوٹے چھوٹے لڑیاں

وہ سنکل لا دیا قادر ولی کو
کہا اسکو ہمیشہ رکھ جہاں تو

ہے ذو القرنین کا تحفہ طلسمات
بھری ہیں فیض کے اسمیں علامات

گیا خضر نبی پھر ہو کے رخصت
ولی اپنا جگا آیا بفرحت

دیا یوسف کو وہ زنجیر لاکر
کہا قصہ وہ گذرا تھا سراسر

در درگاہ پر یوسف کے سردم
لٹکتی ہیگی وہ زنجیر جو خم

زمانہ سال و مہ گھٹتا ہی جیوں جیوں
وہ سنکل چھوٹی ہو جاتی ہی دو دوں

قیامت تک یہ کڑیاں چڑکے اوپر
ترے حلقے میں ملجا دینگے یکسر

[illegible] ن آبیار اس سے
مراداں چھتے ہیں لاچار اس سے

مرض سے ہوتی ہی گردن گرانی
تو دہو زنجیر وہ پیتے ہیں پانی

جدانے سم سے ہوتی ہی صحت
سراپا دفع ہوتی ہے مصیبت

بہت لوگ آزمائے ہینگے یہ بات
ہی اس سنکل میں اب تک یہ کرامات

شتابی سے آ ساقی باطرب
کہاں ہی تیا مجکو بنت العنب

خوشی سے میرے دلکو ہے امتزاج
لگا ہیگا پیغام نسبت کا آج

کہا یکروز شیخ یوسف کتیں شاہ
ارادہ ہی کہیں کردوں ترا بیاہ

جمیلہ ڈھونڈ کر اشراف زادی
میں کر دیتا ہوں تیری ساتہ شادی

کرا اپنے بیاہ سے دل میرا خرسند
کہ تو ہی ہیگا اب بس میرا فرزند

یہی ہی آرزو مجھکو کہ یکبار
ہو میرے جیتے جی ہی تیرا گھر دار

مجھے شادی سے اپنے کر تو دلشاد
کریگا اللہ تیرا خانہ آباد

کہا یوسف نے تب شرم نظر سے
بجا لاؤں گا تیرا حکم سر سے

ہوئے مجکو یہی ہے فکر ہردم
کہ ہمپر تو فقیری کا ہے عالم

کروں میں کس طرح سے کدخدائی
ہو کیوں دلبستگی عہدہ برآئی

ولی بار دگر یوسف کو بولا
زبان درفشاں اسطرح کھولا

کہ تو دلمیں نہ لا اس فکر کی بات
کہ ہی اللہ کافی المہمات

نہ رکھیگا ترا کچھ کام پر کم
رہیگا شاد و خرم جگمیں ہردم

خلیفہ اور وارث میرا تو ہے
تو ہی پیچھے میرے اور [illegible]

ملیگا جو تجھے مال خداداد
ہی مالک اسکا تو یا تیری اولاد

نیاز آویگی جو کچھ بحر و بر سے
ہو جنس پارچہ یا سیم و زر سی

ہے تیرا اور تیرے اولاد کا سب
رہینگے کھاتے پیتے روز اور شب

تیرے درگاہ کا سارا فتوحات
بفضل حق وہ پہنچیگا تیرے ہات

رہیگا تو عزیز خلق ہر جا
تجھے مانینگے سب راجہ و پرجا

گدا اور شاہ تیرے ہونگے محتاج
ترے سر پر رہیگا شاہی کا تاج

بلندی پر رہیگا تیرا اختر
تجھے بیٹے ہونگے مجکو اور دو دختر

[illegible] یوسف چپ رہا ہے
نہیں شرم و حیا سے کچھ کہا ہے

رضامندی سے اسکے شاد ہوکر / لگا کرنے کہین نسبت مقرر
مریدان لیکے بستی مین گیا جب / قدمبوسی لگے کرنے کو سب
کسیکے لڑکیان دو خورد ملکر / کھڑی تھین اپنے دروازے کے اندر
ولی حق جوان لڑکیونکو دیکھا / تو پوچھا لوگونسے یہ گھر ہے کسکا
جہازونکی وہ کرتا ہے تجارت / ہی اسکے گھر مین سامان تجارت
کہا حضرت وہ گھر مین آویگا جب / میرے نزدیک بھیجو اسکو تب
گھر آیا جب اپنے مخدوم صاحب / کہے یہ حال سب اسکے مصاحب
کہا مجکو فقیرونسے ہے کیا کام / مین خوش ہون فضل حق سے صبح اور شام
گیا مخدوم کو خادم جلانے / لگا کرنے وہ آنے مین بہانے
کہا خادم نے مجہہ سے ہی ہی کام / کہ نسبت کا کیا چاہتا ہے پیغام
کہا مخدوم وہ میرا نہین کف / نہ انکی ذات سے مجہہ کو تعرف
نہین ہوویگا اب یہ کام ہرگز / نہ لاؤ ایسا پھر پیغام ہرگز
کہا الفقر فخری کو نہ سمجھا / فقیرون سے کیا انکار بیجا
غنی دایم فقیرونکے ہین محتاج / ملا ہی ان سی انکو تخت اور تاج
یہی لاریب مردان خدا ہین / کبھی حق سے نہین یکدم جدا ہین
ہے مولا کے ولا سے انکو نت کام / انہونکا اولیاء اللہ ہے نام
یہی شمع زمین و آسمان ہین / یہی تو باعث امن و امان ہین
اسی دن کوئی اس سے آکے بولا / کہ پھوٹا ایک جہاز اور ایک ڈوبا
بہت مخدوم صاحب پر ہوا غم / الم پر تھا الم ماتم پہ ماتم
سزا اپنے کئے کی خوب پایا / تکبر میرا آگے میرے آیا
وہ دونو عاجزی سے بولے ہوزار / خطا جو ہم سے کئے سو بخش یکبار

نماز جمعہ یکدن گھر مین پڑھکر / شتابی سو تا گھر آئے سرور
ولی اللہ کے آنے کی سن عل / نکل کر دیکھتے تھے مرد و زن کل
تھین مستور مین وہ مہر و ماہ ثانی / شرافت کا تھا انکے منھ پہ پانی
کہے گھر سید مخدوم کا ہے / جو اس بستی کا سوداگر بڑا ہے
وہ پہلے رہنے والا تھا یمن کا / پر اب ساکن ہوا ہی اس وطن کا
یہ کہکر اپنے جاگاہ پر پھر آیا / خدا کے ذکر مین دلکو لگا
نہین جانے پہ وہان راضی ہوا ہے / نہ کچھ اسبات کی پروا کیا
ہوے دو چار دن جب وہ نہ آیا / تو خادم بھیجکر اسکو بلایا
کہا کسواسطے مجکو کیا یاد / تو مجہ سے پہلے کہدے [illegible]
ہی یوسف جو خلیفہ اور فرزند / کہین چاہتا ہے کردے اسکو
فقیرونسے نہین ہے مجکو نسبت / لگاوٹ کیا ہی مجہہ سو کیا قرابت
گیا خادم کہا یہ بات ظاہر / بہت سرور ہوا آزردہ خاطر
فقیر آگے غنی کے پانچ سوال / رہیگا جاکے جنت مین باقبال
حقیقت مین دو جگ کے شاہ ہین / خدا کے بھید سے آگاہ یہ ہین
کہان پہنچی ہے انکو کوئی منعم / ہی حق مین انکے لاخوف علیہم
ہی معموری عالم انکے دم سے / جہان کو زیب ہے انکے قدم سے
غرض مخدوم وہان سے آیا جو گھر / لڑکی بیٹی ہی سب کو گئی مر
تھے دونون جو جہازان تجارت / ہوے طوفان سے یکبار غارت
سمجھکر تب کہا یہ جو ہوا ہے / یقین قادر ولی کی بد دعا ہے
ملا مخدوم اپنی زن کو لیکر / حضور شاہ آیا ہوکے مضطر
کہ تیری ہی بیچارونکی شافی / تیری رحمت سے چہتے ہین معافی

ہوئی تنبیہ ہم کو خوب معقول
کسی صورت سے اب تو یہ مقبول

تیری جو بات کو ہنسے دیتی ٹال
ہمارا اس سزا میں یہ ہوا حال

جو چھوٹی بیٹی یک ناکدخدا ہے
تو کر شادی جہاں تیری رضا ہے

تیرے گھر دیئے ہم ڈالے ہیں یکبار
ہے اس لڑکی کی تو نسبت کا مختار

بہت اسباب سے ہو شاد و خرم
کیا رخصت خوشی سے انکو ہمدم

کہا میں دیکھکر یک روز بہتر
کروں گا جشن شادی کا مقرر

ہوا انکا دونوں کا دل گھر آباد
گئے ہیں گھر کو اپنے خرم و شاد

جہیز اسباب اور جو جو تھا درکار
لگے سامان شادی کرنے تیار

پہچی اس کے کار خیر کی دھوم
ہوئے مسرور خادم اور مخدوم

کدہر ہے تو ای ساقی با نوا
کہ ہوتا ہے کام یک جو سینکا نوا

ہے یہاں شاہ ہ یوسف کی شادی کی دھوم
مسرت کا چاروں طرف ہے ہجوم

عروس صبح نے جب منہ دکھائی
تو مہر نے لیے منہ دکھائی

منور ہو گیا رنگ زمانہ
ہوا روشن جہاں کا بلچہ خانہ

لگے جن و پری گانے شہانے
ہوا لاگے بجانے شادیانے

خوشی کا جابجا گلزار پھولا
نہال گل بنا گلشن میں دولا

فلک فرحت سے کیسر گھومتا تھا
طرب سے نخل ہر یک جھومتا تھا

سراسر لہر میں آئی تھی دریا
بہت کرتا تھا وجد و حال صحرا

بجائیں تھیں ہم گلبانگ گل دم
ہوئے تھے شاد و خرم دل سے مردم

نیاز و نذر و نیت کو ادا کر
لگا سامان شادی کرنے سرور

فقیر اور تونگر کو بلایا
مہاراجہ بھی تھا دور کا آیا

ہوئی آراستہ مجلس طرب کی
خوشی ہونے لگی ہر روز سبکی

ولی اللہ شان کر و فر سے
بلا بھیجا ہے دلہن کو نگر سے

تمل سے جو اتری سواری
ہوئے چھوٹے بڑے خوش یکباری

دیئے انعام اور صدقے اتارے
لگے اور جنس سب لا لاکے واری

تمامی بی بیاں جب گھر سے آئیں
لیئں ہر ایک نے ہنس ہنس کر بلائیں

ذرا مشاطہ جو منہ کھول دیکھے
عجب گوہر وہ ہر انمول دیکھے

ہوئی آئینہ سان دیکھ انکو حیران
دل و جان سے ہوئے قربان قربان

رخ اسکا تھا گل باغ جوانی
بہار بوستان زندگانی

مثال ماہ پیشانی منور
برنگ مہر خوش چہرہ مدور

مصفا رخ پہ اسکے آب اور تاب
ہو جیسا آئینہ میں عکس مہتاب

فلک سے دیکھتے تھے اسکو جب حور
تو دم کرتے تھے پڑھکر سورۂ نور

اگر درپن کو وہ ٹک منہ دکھائے
پرے شیشے کے اندر منہ چھپا دے

جو چہرے سے نقاب اپنے وہ کھولے
کبھی پھر پھول سے بلبل نہ بولے

گر اس رخ سے ہوا پردہ نکل جائے
تو جوں پروانہ غم سے شمع جل جائے

دو رخسار پہ اسکے یوں بھی ناک
کہ جسکے آگے خوبو کی دبی ناک

عجب تھے خوشنما دو چشم و ابرو
بعینہ آہوا ور دو شاخ آہو

سراسر حسن اور خوبی کی منظور
تھی شرمیلی رسیلی چشم بد دور

وہ ترک چشم کیونکر ہوں نہ سرکش
کمان ابرو سے ہے مژگان سے ترکش

ذرا کچھ وہ صبح بنا گوش
چراغ مہر کو کر دیوے خاموش

تھے اوس کا کل سے جو رخ پہ تھا بال
دل عاشق کے لیئے تھی جال

دو شو چہرے پہ اس گیسو کے بال آ
بنائے حسن کے خوبی دوبالا

دہ سطر از مصحف رخسار نورست
سراسر زلف چوتہی مثل ظلمات
بھلے کو منہ نے اسکے انکو پہیرا یا
وہین وہ آب حیوانکا صدف تھا
لب و چاہ زنخدان اور غبغب
قد ایسکا تھا گویا سانچے مین ڈہالا
عیان تہا اُس سے ہر دم جوہر حسن
اگر ناز خرام اپنا بتاوے
تہی چھب تختی نہایت ٹھیک اور خوبن
بتاؤن کیا نشان اُسکے کمر سے
کیا آئینہ زانو کی جو بات
اب اسکے پاؤنکی کیا خوبی بتلاؤن
لباس عارسانہ سب پہنائی
ادہر دولے کو بہی آراستہ کر
جہانتکا ہیگا جیسا رسم و معمول
مسلمانو نکتین کہانا کہلایا
گئے خوش ہوکے ہر ہر اپنے گھر کو
ہوا ایکدست ہم آغوش مطلب
کیا ہی قوس مین آ تیر منزل
کیا معشوق سے اپنی ملاقات
چنانچہ روبروے حضرت شاہ

نہ بلکہ مصحف مین السطور ست
ہی مہتاب سے اُس رخکے برات
وگرنہ بال کرتے جگ اندہیرا
کہ دندان سی سدا گوہر بکف تھا
لطافت اور حلاوت سی ملبب
تھا جس سے رہتی کا بول بالا
وہ قامت تہی سراسر محشر حسن
تو سنبلہ اپنی ہنسی کو بھول جاوے
ادا و ناز و آن عشوہ مرغوب
نہ آوے دام مین تار نظر سے
پڑا حیرت مین بس گر گونہ کہیے
نزاکت روز و شب جسکے پڑی پاؤن
خوشی سے مانجھے خانے مین بٹہائی
بٹہائے دوستان مسند کے اوپر
ہوئے پہر سبکو یکدم مصری اور پھول
ہنودون کیتین سدہا دلایا
گیا راجہ بہی ہو رخصت اگر کو
خوشی کی ہوگئی ندی لبالب
ان پائے ہین ماہ و مشتری مل
اہی دن عید تہی اور رات شبرات
دیا تہا تین بیٹے جسکو اللہ

وہ لانبی چوٹی سے چوٹی کہاتی تہی
کیے شانہ ہوا اُس گیسوے آگاہ
ہوئی تبکی مانگ سو مشاطہ آگاہ
کہان اس لب کا تھا یاقوت رخشان
تہی جیسی وہ صراحی دار گردن
اگر اُس قدکو دیکہے سرو آزاد
اگر دیکہے ذرا وہ قد و قامت
دو دست و ساعد و بازو سراسر
شکم خوشرنگ جیسے خرمن گل
سراسر مو سے نازک میان ہے
جو دیکہین ساق سیمین کی لطافت
غرض مشاطہ عارض کو سنواری
بفضل حق مچا تہا تب اور چا بیاہ
جما مجلس کو باشان و تکلف
ہوئی مسرور خادم اور مخدوم
غریبونکو ملا انعام بہاری
خوشی کے مارے یکسر تن مین پہولا
وصال دلربا سے ہوکے مسرور
خوشی حاصل ہوئی از بسکہ کل
کیے دن جب بسر باہم طرب سے
ہمیشہ خرمی سے مثل گلشن

سواد اعظم ہندوستان ہی تہی
قیامت تہی یہ مار پیچ کی راہ
کہے بیشک ہے یہ ظلمات کی راہ
خجل جس سے تہا تب لعل بدخشان
ہو کب مینا کی دون ہموار گردن
کرے پہر سرو قد تعظیم ہو شاد
یقول الخلق قد قامت قیامت
تھے ہر یک خوب اور یکدست بہتر
تہی ناف ایسی برنگ چشم بلبل
نہین کچھ جز نزاکت درمیان ہی
تو ہو وے شمع کافوری کو حسرت
اور اپنے دلسے لے اسپند واری
لگے ہونیکو زینا رسم دلخواہ
پڑہا سرور نکاح شاہ یوسف
مبارک اور سلامتکی مچی دہوم
ہوا ہر یک پر بس فیض جاری
گیا گھر اپنے لے دولہن کو دولہا
سراسر ہو گیا ہے خانہ معمور
نہین پہولی سمائے تن مین بلبل
ہوئی اولاد جنکو فضل رب سے
لگے رہنے کو دولہ اور دلہن

ہوا یوسف کا ابھا خانہ آباد

کہ سسر ابھی ہوا محتاج ودا باد

کدہر ہے تو ای ساقی یار غار

یکایک شاہ کا آیا ارادہ
معًا اس غار مین جون مال بیٹھا
کیا یکروز یہہ خواہش کہ یہان سے
یہہ رتبہ صاحب اقبال کا ہے
وہان سے چڑہکے یک کشتی کے اوپر
جہاز یکدم وہانسے پہر ہوا سا
بتاؤ چھوڑ آئے ہم کدہر اب
نہ تھا کچہہ زور بار کرنہ طوفان
چلے جاؤ مجھے یہان چھوڑ دیکر
ولی اللہ ہین کرجون قلندر
جو ہی بستی مین پہنچا شاہ آکر
کہے تسلیم کرکے یک بارہی
مسافر کی ہے خدمت ہمپہ واجب
قبولوگے اگر اسلام تم سب
شفا پانے لگے اسکے دعا سے
سُنا راجہ نے وہانکے شاہ کی بات
ولی حق کو جو پہنچا وہ پیغام
وہ ہی کیا مال دنیا دار خناس
سراسر پاش تا تنک آکے سب

شتاب آکے دیکھو پہر دلکا غبار

کہ ندی پار جاؤن پا پیادہ
خوشی سے اسکے اندر چلہ بیٹھا
دہنا سیری کو جاتا جسم وجان
ولی قطب اور ابدال کا ہے
چلے ہین آپ کو پوشیدہ کرکر
دہنا سیری کے بندر کو پہنچا
تمھاری عقل کیا جاتی رہی سب
ہین ہم اسی جرسے دل مین حیران
تباہ دیکھے طرف تم ناؤ لیکر
گئے ایکبار اُس بندر کے اندر
تبان سب گرپڑے مین تہر تہر کر
اگر ہو حکم تو لا دین نہاری
تناول کچہہ کرو ای شاہ صاحب
تمھاری گہر کا کہانا وُنگا تب
ہوئے نزدیک اپنے مدعا سے
کیا دل مین بہت شوق ملاقات
کہا راجا سے مجھکو ہیگا کیا کام
نہین ہے پاس اسکی کچہہ میرے پاس
گہر سے آکر بیٹھے ہو کر مودب

مین لکھتا ہون سن لو یہ شاہ جلی

کیا وانجو رکو خود آپ فی الفور
کئی دن تک رہا وہان بے خور وخواب
تبا ئید کرامت وہان سالار
جہان تہا ہین وہ یکدم مین چلے جاہین
معلم نے تباہ دیکھے طرف کا
جو اُس بندر کا دیکھا ہی کنارا
خلاصی تب کہے پر ہم کرین کیا
کہا تب شاہ نے ہوکے ظاہر
غرض اس یو پر سر دار کو چھوڑ کے
کسی جا کا پہ بیٹھا آکے تنہا
وہانکے لوگ سب حیرت مین آ
تمھارے حال سے ہی بات ظاہر
کہا حضرت نے تب کہانا نہ لانا
ہوا حضرت کا پہر وہان شہرہ یکبار
جو مانگے اس سے وہ حقسے دلایا
کسی نوکر کو اپنے تب بلا کر
مجھے اس سے نہین ہے کچہہ سروکار
جو یہہ پیغام راجہ کو سنایا
ولی راجا کو پوچھا آیا کیون تو

زمین بیچ بیٹھو ہو عاکف تالی

کہدایا یک گڑا وہان قبر کے طور
صفائی مثل دل کی چشمہ آب
اکیلا تا کہین پہنچا یکبار
گھڑی مین کچہہ کا کچہہ قدرت کو دکہلایا
دہرا اُس ناؤ کا اسوقت مجرا
کیا مالک خلاصیونکو پکارا
چلائے تہے اودہر ادہر کو آیا
کہ لایا ہے تمہین یہان رب دادر
اُٹھا لنگر کو ہم ہندوستان موڑ
رہا وہان تین دن بہر کا پیاسا
ولی حق کے پہر خدمت مین آئے
کہ تم اس شہر مین ہو گئے مسافر
کہ مین کہاتا ہون مین کافر کا کہانا
لگے آنے کو اندہے لنگڑے بیمار
مراد اپنی جو کچہہ چاہا سو پایا
کہا جلدی سے یہان لا اسکو جاکر
ہون دائم اہل دنیا سے مین بیزار
معًا لوگون کو اپنے لے خود آیا
تیرے سے کیا پڑا ہی کام مجھکو

کیا تب عرض اے شاہِ عالم قدم پھر دیکھنے آئے ہیں سب ہم
ولی اللہ پوچھا پھر تباب کہ تیرا کیا ہے دین اور کیا ہے مذہب

کہا ہے بت پرستی کام میرا یہی مذہب ہے صبح و شام میرا
کہا سرور جو بت کو مانتے ہو بھلا کیا اسمیں تم کیا جانتے ہو

تمہارا دیو یہہ کرتا ہے کیا کام برا تیرے ہیں اُسے کیا کہا ہیں سدا کام
کہا راجا ہمارے خواب میں آ سدا یہ دیو ہے ہر بات کہتا

ولی بولا اُسے جا آج کی رات بھلا کچھ سنکے اُس دیو سے بات
وہ جو بولیگا مجھ سے آکے کہہ تو کرینگی بات سے آگاہ مجھکو

گیا راجہ کہا اُس سنتکو سیوا پہ ہرگز کچھ نہیں بولا وہ دیوا
تب پٹ شہر عندہ دلیں ہوکے راجا حقیقت شکی سرور سے کہا جا

کہا راجہ کو وہ پھر تادی ناس بلاؤں بت کو گر تیرے پھیر پاس
تو جان و دل سے میری بات کو مان یہ پوچھا چھوڑ [illegible] مسلمان

کہا بت پر بلا دیگا اگر تو نہیں پوجا کرینگے ہم پھر اسکو
تو جو بولیگا سو مانینگے فرمان نہ سر پھیرینگے تجہ سے ہم کسی آن

وہاں سے شاہ اُس بت کو پکارا چلا یکبارگی وہ سنگ خارا
یکایک شاہِ دین کے پاس آیا قدمبوسی کے خاطر سر جھکایا

جو دیکھے سب یہ حالت سنگ تب پٹ راجا و پرجا ہوگئے دنگ
ہوئے محکوم انکے باد و جان مسلماں ہوگئے راجا و پرجا وہاں

کہا حضرت [illegible] دیول سب تب اوٗ یہاں ہر یک جا مسجد بناؤ
بنائے ہیں مساجد جا بجا کئے آراستہ اسلام کا گھر

لگی ہونے [illegible] و بانگ ہر دم ہوئے [illegible] سے مشغول باہم
نماز فرض ہر مسجد میں یکدم جماعت سے بڑا شاہ مکرم

لگا وہاں وعظ کرنے صبح و شام سکھایا سبکو دینداری کے احکام
کہا یک روز شہ میں کرچکا سیر وطن کو جاؤنگا اب یہاں سے بالخیر

کئے تب عرض یوں بستی کے مردم کہاں جاتے ہو ہمکو چھوڑ کر تم
سہانے شہر کو رونق ہے تم سے قیام اس ملک کا الحق ہے تم سے

رہو دائم ہماری پاس اے شاہ بناوینگے تمہاری بعد درگاہ
نہ جاؤ چھوڑ ہمکو جائے دیگر تمہاری آس ہے جیتے موے پر

سخن سن اُن کا سرور مسکرا کر رہا تھوڑے سے دن اُس بستی کے اندر
کہا یک روز ان سبکو بلا شاہ کہ کل ہے موت میری انا اللہ

کفن پہناؤ مجکو غسل دے تب کسی جا دفن کیجو ملکے تم سب
قضا را صبحکو پھر مرگیا وہ دلوں پر داغ ماتم دھر گیا وہ

ہوا اُن غم سے سب کا سینہ پر خون کئے روپیٹ کے پھر اُسکو مدفون
وہاں سے جلد تر نقل مکان کر تھی جو چلنے کی جا وہاں نکلا سرور

ہوی یکدم کرامت اُسکی ظاہر پھٹی قبر اور زمین کے آیا باہر
نکل کر غار سے وہ رہبر ناس شتابی شاہِ یوسف کے گیا پاس

دہنا سر کے لوگاں اس جگہ پر بنائے ہیں بڑی درگاہ بہتر
ابھی تک عرس وہاں ہوتا ہر سال وہاں بھی ہی سدا ناگور کا حال

ہے جو وا جو زمین چلنے کی جاگا وہاں بھی تھوڑا سا ہوتا ہی میلا

علامات سراسر کرامات

کیا کنز الکرامت کو جو میں غور لکھا ہیگا کرامت یہاں کوئی اور
کہ پایا اُس کا سوداگر آکر گیا گھر اپنے لے شہ کو بلا کر

تکلف سے کیا ہے پھر ضیافت
شہا ول سے ہوئی تھی جب فراغت
گئے تھے وے شہا ویکو جو دونو
زلس ڈوبا ہوئین بحر الم مین
بغل مین داب جب انکے چلا ہے
شہ روشن دل اسکا خطرہ پہچان
وہ سوداگر کہا آ شاہ سے تب
کہا شاہ جو تو چاہا تھا سو آیا
عوض مین ایک کے لیا ایک پایا

بہت دل سے کیا تعظیم و عزت
سپاہی گھر کو سرور ہوکے رخصت
خبر آنکی نہین معلوم مجکو
سفینہ دل کا ہی گرداب غم مین
وہ سوداگر نے تب دلمین کہا ہے
بغل سے ڈالے یک تکیہ کو جس آن
بفضل حق جہاز آیا ہی یک اب
نہ چاہا جسکو تو آنے نپایا
دیا تھا جو سو تیرے پاس آیا

ولی کے واسطے مسند بچھایا
وہ سوداگر کہا ہی جسکے طالب
نہایت فکر سے ہون مین پریشان
ولی حق جواب اسکو نہ کہکر
یہ دونون تکیے لیتا ہی یکسر
مکانکو اپنے پھر تشریف لایا
نہین تھی دوسرے کا کچھ ٹھکانا
مجھے تکیہ تو یک لانے دیا ہے
وہ سوداگر نپٹ شرمندہ ہوکر

بٹھایا اپنے اور کھانا کھلایا
جہازان ہین میرے مدت سے غائب
کرم سے پھیری کر دو مشکل آسان
چلا مسند کے تکیے چھوٹے لیکر
اگر یک چھوڑ جاتا تو تھا بہتر
جہاز یکبارگی سوداگر کا آیا
نظر آتا نہین اب اسکا آنا
اور ایک کا دلمین اندیشہ کیا پھر
کیا یکبارگی اپنا تلے سر

روایتِ آن صدرِ کرامت

کہین تھا جہاز یک گھنٹے کے اوپر
تلنگنی آئی یک پانی کو اسجا
کہا شہ مجھکو یک دمل سے ہے جواب
الہی اسکے پھوڑے سے جلد کر دور
وہانسے وہ تلنگنی جب گئی گھر
یکایک نارپستان کیدن گئے گل
گر گئنے پہ یک درویش وہان تھا
میری چھاتی پہ آفت آئی اسدم
کہ جوبن سے ہے نت عورتکی توقیر
کیا حضرت تنہا ہین کچھ خبر دار
سنا اس نار کا جوبن پھر آیا

ولی سائے مین اسکے بیٹھا آکر
بدن اوپر کا اسکا سب کہلا تھا
سو لیا درد مہنگا روز و شب
دل مغموم کو کر اسکے مسرور
ہوئی حیران اسے دیکھنگی نادر
ہوئی کیا کہ جوانی کے تیری پھل
کہ حق کو یاد کرتا تھا وہ بیٹھا
ہوا ہے سخت میرے دل پہ ماتم
پلاتی تھی اسی سے طفل کو شیر
نہ دنیا سے تمہارے ہے سروکار

ہوا تھا پاؤن مین یک سخت دمل
نہ چھاتی پر تھا پلو اور نہ چولی
اسے چھاتی کے اوپر تھے دو دمل
دعا یہ مانگتے ہی شاہ میران
کہی یہ کسطرح لاگا تجھے عیب
وہ بولی کچھ نہین ہے مجکو معلوم
نظر کر مجکو منھ مین کچھ کہا وہ
یہ سنکر دوڑتی وانسے چلدی
سدا ہے زینت عورت اسی سے
خدا کا فضل پھر اب ہوگا ایسا

تھا اسکے درد سے یک لخت بیکل
کھڑی تھی جو چھپکوا اپنی کھولی
دل اس بیچاری کا کیا ہوگا بیکل
ہوئی ہین غیب اسکے دونون پستان
تیرا جوبن یکایک کیون ہوا غیب
یہ کیا آفت ہوئی ہے پھر معصوم
دعا یک مانگ کے پھر چپ رہا وہ
ولی حق سے یون آبرو کی جلدی
تھی نت ہر نار کو حرمت اسی سے
کہ وہ تن ہو ویگا جیسے کا تیسا
جوانی کا پھل اسنے خوب پایا

کرامت آن شہباز ولایت

فقیران شاہ کے دونین ملکر / غلیلونسے بس یکدل مار کاپیر
حلال انکو کیئے اوربھون کہائے / مزا کام وزبان کتین چکھائے
کیئے غوغا یہو نکلی ہوش پرواز / وہان کے رہنے سے سب آگئے باز
گئے ونجور کو اڑ کاپیران تب / لگے رہنے اسی جنگل مین مل سب
پھر یک کاپیر کو ہرکارہ نباکر / حضور شاہ بہیجے ہوکے مضطر
وہ غوغائی کیا فریاد سطور / کہ ہم کرتے تہے ہر صحرامین نت دور
سو ہمکو اُن فقیرون نے ستائے / غلیلے مار کے یہانسے بھگائے
گئے ونجور مین ہم انکے ڈرسے / ستم سے انکے نکلے اپنے گھرسے
جو اُس کاپیر نے حالت سب سنایا / نہایت دلمین سر و پیچ کہایا
کیا غصہ فقیرون کو بلاکر / کہا پہر مت کرویون بار دیگر
لکھا یک تو لنامہ وہ بیگانہ / گئے شاہ حسن کو دے روانہ
وہ خط لیکر فقیر آیا جو ونجور / رکھا آگے انہون کے اور گیا دور
اتر جہاڑون سے آئے کاپیران تب / وہ رقعہ دیکھ کے خوش ہوگئے سب
وہان سے اڑ کے پھر ناگور کو آگئے / جو پایا تھا مراد اپنی سو پھر پائے
ہمیشہ سالگے کرنے کو پھیرا / لگے جہاڑونپہ کرنیکو بسیرا

کرامت آن آبیار گلزار ولایت

کہین سرسند ہ سے ایک شخص آیا / کہ یک مسواک اُس جنگل سے لایا
رکھا تھا گودڑی مین وہ چھپا کر / نہین تھا بہید یہہ ظاہر کسی پر
کیا تھا دل مین یہہ نیت وہ خوشخو / کہیگا بھید اس مسواک کا جو
مرید اسکا مین ہونگا باعقیدت / اسی سے بس کرونگا دست بیعت
پھرے تھا ہر جگہ سے یہہ کو لگایا / وے ویسا کوئی مرشد نہ پایا
بہت پیر و مشایخ سے ملا ہے / نہ اُسکا مدعا حاصل ہوا ہے
یہہ سندی پھر پھرتے آیا ناگور / ہوا ہے دلسے رنج و فکر سب دور
ولی اللہ کے آگے گیا تب / رہا جاکر کھڑا چپ ہو مودب
نظر کر اسکو سرور مسکرایا / کہا جو گودڑی مین تو چھپایا
ہی وہ مسواک صحرائے ثمرقند / مجہے دے مت رکھو اسکو کرکے پابند
وہ سندی گودڑی مین ہاتھہ کو ڈال / نکالا خوش ہو وہ مسواک فی الحال
دیا جب شاہ کو سندی نے مسواک / کیا چھلوا و دہلوا کے اسے پاک
اسی مسواک سی جو منھ کو دہویا / پھر اپنے سامنے میدان مین بویا
وضو کر اسمین سندی کو کہا شہ / تو اسپر ڈانپ کچھہ بیان اسکو سوچہ
ہوا فوق حکم کے سندی کیا سب / ہوئی جو صبح یکدم اور گئی شب
وہ سندی نے جو تک اسکو کہول دیکھا / تو پایا قدرت حق کا تماشا
اگی مسواک سے ہر جا ہریالی / نکل آئی تھی اسمین تین ڈالی
جو دیکھا ہی وہ سندی یہہ کرامت / مریدی کیا اُسکی سعادت
لیا مرشد سے اپنے فیض کامل / کیا ہی دولت عرفان حاصل
ابھی اُس جہاڑ کا ہی تخم قائم / شفا پاتے ہین بیمار اس سے دائم
جو کہا تا ہیگا تپا اُسکا یا چہال / خدا صحت اسے دیتا ہی فی الحال

کرامت آن آئینہ دار خرق عادت

ولایت سے جہاز آیا تہا یکبار / ہوا پیدا سے آب اسکے نمودار
بہت وہ ناؤ والے دلمین گھبرائے / نہایت ڈوبنے کا خوف وغم کہائے
تہا اسمین یک غلامی جو مسلمان / کہا اُس ناؤ کے مالک سے اُس آن
کہ اب قادر ولی کی کر تو نیت / کرینگے دور اس آفت کو حضرت

فرنگی یوں لا جو نیت کرے تو
کہا سب پہنچکے ہیں [illegible]

کہا آہستہ تب دریا کو روکر
رکا کشتی کا پانی بند ہو کر

یہاں شوکت و دماغ با کرامت
کہوں بیٹھا تھا ہوا تھا راست

وہ دو جو آئینہ اسکے ہاتھ میں تھا
اٹھا کے آستین میں اپنے ڈالا

کیا آئینہ جا کر آب کو بند
ہوا اس ناخدا کے روزن کا بند

کیا بارے کرم فضل الہی
وہ کشتی آ کے پہنچی تاک پٹن

یہاں جب سب حمایت کا ہوا کام
تو اپنا آئینہ مانگا ہے خدام

کہا خادم سے تب اب ریو پر جا
وہ کشتی والوں سے مانگ آئینہ لا

فرنگی پوچھے گر احوال یہاں کا
تو کہہ سب ماجرا جو آج گذرا

گیا خادم اور انکو سب سنایا
پھر اپنے آئینہ کو مانگ لایا

فرنگی آ کے اس بستی کے اندر
کیا یہ ذات عالی ہوں سے سراسر

سنے ہیں جب انہوں نے یہ کرامت
نہایت ہو گئی ہی انکو حیرت

فرنگی ملکے سب اور نذر لے کر
ہوئے حاضر ادب سے پیش سرور

حضور شہ جو آئے ڈر کے مارے
ادب کے داب سے ٹوپی اتارے

لگے کہنے کہ یوں تو سب فرنگی
کہ ہم پر قحط سالی سے ہی تنگی

نہیں دو سال سے برسا ہے برسات
ہوئی ہیں ہم نپٹ پابند آفات

یہاں تک ہو گئی ہے قحط سالی
کہ ہی دریا میں در پانی سے خالی

سدا بے آب ہے ابر بہاری
مگر یک چشم کا ہے چشمہ جاری

نشانِ ابر باران آنجہان رفت
تو گوئی برج آبے زنہار رفت

نہیں دستی ہی پانی کی نشانی
جگر غم سے ہوا ہے پانی پانی

مثال مردمک ہم اب تو رو کر
ہیں بیٹھے زندگی سے ہاتھ دھو کر

غم باراں سے ہیں سب خورد و خواب
تڑپتے بیٹھے جوں ماہی بے آب

رکھا ہی ابر یک عالم کو ترسا
دعا تو مانگ کر اب مینہ برسا

دعا مانگا ہی جب سرور نے یکبار
فلک سے لگ گئی برسات کی دھار

ہوئے سیراب سب حیوان و انسان
تر و تازہ بنے نخل و گلستان

کہے پھر وہ فرنگی ملکے یکبار
کہ ہمکو لونگ کا ہی جھاڑ درکار

مع پھول پھل کے تازہ منگا دے
ذرا اس جھاڑ کی صورت بتا دے

ولی تب آستین میں ہاتھ کو ڈال
نکال اس جھاڑ کو بتلائے فی الحال

فرنگی دیکھ اسے حیرت سے سب
جو گزری تھی حقیقت لکھ لیے سب

لکھے اپنی ولایت کو یہ احوال
کئے کشتی پہ خط کو جلد ارسال

ولایت کے فرنگی یوں لکھے تب
کہ یکدن باغ میں بیٹھے تھے ہم سب

یکایک غیب سے یک ہاتھ نکلا
اکھاڑا لونگ کا جھاڑ آ کے [illegible]

وہاں سے پھر مثال برق رخشان
ہوا اس جھاڑ کو لے غائب از عیان

ہوا اس حال سے بس ہمکو سکتا
تھا یک کا یک منہ حیرت سے تکتا

پھر اس دن سے فرنگی ہو گئے قایل
دل و جان سے ہوئے حضرت کے مایل

کنارے لیکیا جھاڑی و جنگلا
بنائے ایک کنواں اور ایک بنگلا

ہی اب تک وہ وہاں پائین درگاہ
وہی بنگلہ ہی قائم اور وہی چاہ

کرامت آن کشتیان ولایت

یہاں اک اور لکھے ہیں روایت
کہ ہی وہ بھی کرامت کی حکایت

قضارا ناؤ یک دریا کے اندر
یکایک چڑھ گئی تھی ٹیکری پر

جہاز آکر پھنسا اس ٹیک پر جب
ہوئے ہیں بے بہرہ جینے سے سب

معلم کا نہ تھا کچھ زور چلتا
نہیں ہرگز تھا وہ جاگہ سے ہلتا

ضیافت اور مہمانی مچائے بہت سا نقد و کپڑے نذر لائے
وہانسے لیکے وہ سب نقد و سوغات مکان کو اپنے آئے خرمی سات

ولی حق نے ان بچون سے پوچھا گئے تہے ناکہین دیکھنے کیا
کہے بستی مین ہم ہان جاکے آئے وہانسے ہی یہہ نذر و تحفہ لائے

کہا سرور نے یوسف کو بلاکر یہہ بچے سیر سے اب آئے جاکر
ہی ان کو خواہش مرادِ دنیا نہین کچھہ نعمت عقبی کا جہانسا

مین چاہا تھا کہ ان کو کچھہ سکہاؤن علوم باطنی اپنی بتاؤن
بتاؤن کیمیا اور ریمیا اب سکھاؤن سیمیا اور ہیمیا سب

ہوئے مرضی خدا کی مین نہ پایا نہین اسواسطے مین نے سکہایا
نہو جس بات پر مرضی خدا کی نہ کام آویگی کوشش رہنما کی

نیاز و نذر جو آویگا اسجا اسی سے قوت ان بچونکا ہوگا
خدا ہر وقت دیگا اسمین برکت یہان پہنچا کریگا غیر حرکت

روایت طلسم علامت

ولی اللہ لیے یوسف کو ہمراہ گئے وہان بھی سکندر کی جہان چاہ
کہے دیکھہ یہ سکندر کا کوان ہے نشانی ابتلک اسکی عیان ہے

یہہ ہی سلطان ذوالقرنین کی جاہ ہین اس سر اولیاء اللہ آگاہ
وضو اسمین کیا شاہ سکندر پیا ہی پانی اسکا لیکے اکثر

کوئین مین شاہ یوسف جہانک دیکھا نظر آیا ہر جہاڑ او رگل کنول کا
کہا یوسف سے وہ صاحب کرامت عجائب اسکوئین مین ہی طلسمات

بلا ہوتی ہی جب آتا نمودار تو نکلے ہی کنول کا پہول یکبار
ذرا پہنچی ہے گر بستی کو آفت کوئین سو ہوتی ہی ظاہر علامت

چنانچہ ابتلک بہی ہی وہی حال نکل آتا ہے اسمین سے کنول لال
نظر آتی ہی اسمین جب یہ صورت رئیس اور ملک کو پہنچی کدورت

کئی بار ہی ہوا جو پہول ظاہر ہین اکثر لوگ اس حالت سے ماہر
خدا ہی جانے وہ اسرار کیا ہے نہین وہ بہید کچھہ ظاہر ہوا ہی

کہا یوسف سے پہر صاحب کرامت کوئین کے گرد جو ہی یہہ عمارت
زن و اولاد کو لے اپنی وہان رہ کیا کر یاد حق کو سال او رمہ

کوان اور یہہ مکان ہی نیک و بہتر خوشی سے تو ہمیشہ یہان رہا کر
ترا رہنا اسی جا پر بہلا ہے نگہبان تیرا اب فضل خدا ہے

پلا ساقیا دارو تند و تیز کہ ہوتے ہین آنکھین مری اشک ریز
دریغا ولی خدای جہان کری اب یہی جگ سو نقل مکان

سراپا کام ہی دنیا کا افسوس ہوا ہے ہی جہا ہین کیا کیا افسوس
کئی جہہ کو کر کر ڈالی پریشان کئی گلشن ہی اس سے بیابان

نہین رہتا ہے یکسان یہہ زمانہ عجب کچھہ ہی یہان کا کارخانہ
بدل جاتا ہی کام اسکا سبہی کچھہ کبہی کچھہ ہی کبہی کچھہ ہی کبہی کچھہ

نپٹ دنیا کو ہی ناپایداری خرابی ہوتی ہے بادبہاری
گئے دنیا سے کیا کیا لوگ ہیہات بہت شاہان گئے لیکر کے شہ مات

یہہ جسکو کرتی ہی گہر اپنے مہمان کہلاتی ہی اسے لخت جگر جان
کیا جو گہر مین اسکے آکے منزل کئی مٹی کے تہہ خانے مین داخل

یہہ [illegible] جسکا تک جہولا جہولائے اجل کی نیند سے آخر سلائے
نبی کو چھوڑی نہی یہ نے ولی کو لیجاتی ہی اٹھا ایکدم سبھی کو

کبھی الفت کا یہ دم مارتی ہے / کبھی پہنچا کے ماتم مارتی ہر
یہ جس سے کرتی ہیگی آشنائی / سعا کرتی ہی اس سے بیوفائی

زمانہ ہے فنا قایم نہین ہے / خوشی دنیا کی کچھ دایم نہین ہے
خدا کی ذات کو دائم بقا ہے / سوا اسکے جو کچھ ہی سو فنا ہے

پھر وہ یکدن ولی رب اکبر / کہا یون شاہ یوسف کو بلا کر
کہ مین جاتا ہون اسدار فنا سی / ہے مجھکو کام اب ملک بقا سے

نہین اب آرزو دنیا ہر دو نکی / ہی لو انا الیہ راجعون کی
قریب آیا ہی میرا وقت رحلت / ہین اب تم سے ہوتا ہونگا رخصت

خدا کے پاس جاتا ہون یہان سے / سفر کرتا ہون مین اب اس جہان سے
خیال زندگانی چھوڑتا ہون / ہین اب تار نفس کو توڑتا ہون

چراغ جان گل ہوتا ہی یکدم / ہوا چہتا ہی یہہ دفتر ہی برہم
جدائی روح کو ہوتی ہی تن سے / سفر کرتا ہی جی اپنے وطن سے

سنا جو شاہ یوسف اس سخن کو / لہو سے بھر لیا اپنے نین کو
ہوا ہے روتے روتے سخت بیکل / لگا افسوس کرنے ہاتھ مل مل

سراسر بیقراری کرنے لاگا / نپٹ بے اختیاری کرنے لاگا
ہوئی آنکھون مین دنیا سب دھوان دھار / ہوا جگ حقین اسکے تیرہ و تار

ولی اللہ یوسف کو منا کر / کہا اسطور چھاتی سے لگا کر
کہ غم مت کہا ہو سطرح مضطر / تجھے مین سونپ جاتا ہون خدا پر

رہیگا حق تیرا ہر دم نگہبان / قرین تیرے رہیگا فضل رحمان
تو رو رو آپکو بیتاب مت کر / ہی نت امر خدا مین صبر بہتر

نہ جیویگا کوئی دنیا مین دایم / مگر اللہ کی ہے ذات قائم
جہان کا کارخانہ سب ہے فانی / وہی عقبیٰ ہے ملک جاودانی

کرے سو سال گر جگ مین اقامت / تو آخر کو قیامت ہے قیامت
اگر صد سال مانی یا یکے روز / بخواہی رفت زین کاخ دلفروز

وصیت تین ہین اسکو تو رکھ یاد / خدا تجھکو رکھے دارین مین شاد
ہی دل یہ کہ جب کر جاون رحلت / تو اپنے ہاتھ سو دی غسل میت

کفن پہنائیگا کافور بھر تو / نہ اس جاگا پہ آنے دے کسیکو
جہان خضر نبی بتلائے جاگا / اسی جا دفن کر نہلا کے بابا

اسی جا لاجنازہ میکو اٹھا کر / امامت سے نماز اسپر ادا کر
وصیت دوسری سن اے دلفروز / کہ میری قبر پر آ تیسرے روز

سلام اسلام کے حق سے ادا کر / بجھے یکبارگی اس جا ندا کر
جواب آوے اگر مدفن سو اُس آن / سمجھ جیتا ہے مرشد شاہ میران

وگرنہ تو سمجھ وہ مر گیا اب / تو جا اپنے وطن کو لوگ لے سب
اگر آوے جواب اسوقت تجھ کو / نہ جا تو اس جگہ پر چھوڑ مجھکو

وصیت تیسری یہ ہو کہ بیشک / میری مرقد پہ آویگا فقیر ایک
بوقت صبح آکر وہ یگا نہ / ادا کر فاتحہ ہوگا روانہ

تو لکے ساتھ جلدی دوڑ کر جا / ادب سے پوچھ نام اور حال انکا
اور ان سے پوچھ اپنی ہی حقیقت / کبھی مت بھول یہ میری وصیت

وصیت میری یہ تینون رکھو یاد / یہی ہی آخری فرمان و ارشاد
اسی دن سے ہوا بیمار سلطان / مزاج اسکا لگا ہونے مکدر

لگی ہونیکو رخصت تندرستی / طبیعت مین کیا جا ضعف و سستی
گیا کملا گل رخسار انور / نپٹ لاغر ہوا ہی جسم اطہر

لگا گل ہونے شمع بزم اسلام
یکایک صبح مین ہونے لگی شام

وصال حق کا ہو مشتاق یکبار
ولی اللہ ہوا جانے کو تیار

جہان کی سیر سے قطع نظر کر
کمر باندہا ہے جنت کے سفر پر

غرض اُس شاہ یزدان ملک کی شب
تہے بیٹھے پاس اُنکے ہو مودب

کوئی تہا دابتا پاؤن اور کوئی ہات
کوئی تہا چپ کوئی کرتا تہا کچھ بات

تہا یک ایسی وہ طالب خدا کا
لگا کرنے کو یکدم ذکر مولا

کیا آغاز پہر تکبیر و تہلیل
پڑہا ترتیل سے آیات تنزیل

رکھا چہاتی پہ دونون ہاتھ پہ زور
ہوا ایسا محل وحدت کا محرم

نکل کر تن سے اُسکے روح اطہر
گئی فردوس مین مسکن مقرر

رہا یا سرور لولاک کے پاس
گیا ہے اپنے جد پاک کے پاس

تھی سن نوسو پہ ستر تہے آٹھ اور
کہ جنت کو گیا بالا رفی الفور

ہوئی تہی پوری سٹ عمر الا
نہین اسبات مین کچھ شبہ اصلا

تہا آخر کا مہینا جمعہ کی شب
دہم تاریخ تہی اس چاند کی تب

تہیا آن و لحظہ حضرت حق
سنہ ہے روح روانیت اسکے ملحق

پلا ساقیا آب مے آتشین
کہ ہی آتش غم مین جان حزین

غم مرگ قادر ولی کا ہے حال
خلافت کا یوسف کی ہے شغل و قال

گیا دنیا سے جب وہ شاہ عالی
ہوئی بستی گویا خوبی سے خالی

گیا اُس ملک کو یکبار گی نور
خوشی و خرمی دلسے ہوئی دور

ادہر اہر عالم دوڑ آئے
لگے رونے کو سب اپنے پرائے

مریدان ہوگئے یکبار ہم مکدر
اڑانے کو لگے ہین خاک سر پر

لگا ہر ایک کے دل مین زخم کاری
بہت کرتے تہے رو رو بیقراری

خلیفے چار جو آئے تہے ہمراہ
سراسر کرتے تہے افسوس اور آہ

زبس سد بدگنوائے تہے الم سے
زمین پر لوٹتے تہے درد و غم سے

ہوا تھا شاہ یوسف کا عجب حال
کیا تہا اشک خونسے پیرہن لال

سر اپنا رکھ کے مرشد کے قدم پر
تڑپتا تہا نہایت بیتاب ہو کر

بہت سوز جگر سے آہ کرتا
تہا ہر دم غم سے وا غوثاہ کرتا

ہوا تھا حال اُسکا سخت برہم
بنی تہی اُسکی یکسر شکل ماتم

سخن ہر ایک اُسکا یاد کر کے
فغان کرتا تہا ہر دم آہ بہر کے

کبہی تہا غوطے کہاتا بحر غم مین
کبہی بہتا تہا سیلاب الم مین

غرض شہ کا وصی با چشم گریان
لگا تجہیز کا کرنے کو سامان

مکان غسل تہرالیے تہے جس جا
اسی جاگاہ پہ اسدم مینہہ برسا

گیا پانی جو نہلانے سے بڑہکر
ہوا وہ جمع آکر یک جگہ پر

ہی گنتا مشرقی دروازے پر جو
وہی پانی کہڑا ہے اب جا ہو

لگا صندل عبیر اور مشک و عنبر
کفن کو کر دیا بو سے معطر

بخور و برکی کا دے شمامہ
پنہائے پیرہن باندہے عمامہ

لگائے سات جاگا اُنکو کافور
شریعت کا ہی جیسا رسم دستور

جنازہ شاہ دین کا کرکے تیار
نماز اُسپر پڑہے سب ملکے یکبار

ادا کر شیخ یوسف خود امامت
نماز اُسپر کیا ہے با جماعت

پہر اُسکو حضر جسین جاگا کہا تہا
کئے ہین دفن اُنکو اُس جگہ ہا

بہت آہ و زاری اور تاسف
کیا مدفون اُنکو شاہ یوسف

مقیم برج خاکی ہوگیا آہ
زمین مین مہر نے منزل کیا آہ

ہوا گوہر صدف مین جاکے پنہان
چہپا دریا کے اندر لعل مرجان

غرض کر دفن اس شاه زمن کو
گئے رو رو کے سب اپنے مکان کو

زیارت کو ہوئے پھر جمع صف صف
کیئے ہین فاتحہ اور ختم مصحف

زیارت سے ہوا سکے بہرہ اندوز
دیئے ہین خیر اور خیرات اُس روز

ہوئے سب فاتحہ پڑھ پڑھ کے رخصت
رہا وہان شیخ یوسف پاکے فرصت

اکیلا قبر کے نزدیک جا کے
سلام اسکو بجا لایا ادب سے

جو نکلا ہے سلام اُسکے زبان سے
علیکم کا جواب آیا وہان سے

کیا یہ عشق الله آشکارا
صدا آئی ادہر سے تب صدا را

ندائے غیب سے یوسف ہوا شاد
ہوا ہے خانہ دل یکسر آباد

فقیر ایک ایک گہڑی مرقد پہ آکر
چلے ہین فاتحہ جلدی ادا کر

گیا ہے یوسف اسکے پیچھے فی الفور
ادب سے پوچھنے لاگا ہے بطور

کہ تم کون ہو بولو نام کیا ہے
کہان سے آپ کا آنا ہوا ہے

وہ بولا خضر ہیگا نام میرا
زیارت کو ولی کے ہین ہون آیا

بہت ہیہات سے یوسف ہو دلشاد
کہا کچھہ حق مین میرے کر تو ارشاد

جواب خضر فرمایا اُسے تب
مگر کچھہ دل مین اپنے فکر تو اب

نہ کہا ہر گز کسی بھی چیز کا غم
رہونگا مین کمک مین تیرے ہر دم

بفضل حق تیرا مین ہون نگہبان
سے اولاد کے خوش رہ تو ہر آن

وصی تو ہی ہے اُس قطب زمانکا
ہے اب تو جانشین اسکے مکانکا

جواب خضر کے باتون سے خوش ہو
گیا رخصت ہو یوسف اپنے گھر کو

ولی الله کی لیکر خلافت
لگا رہنے وہان وہ باسعادت

کیا آگے سا جاری کام ہر بار
ہمیشہ بانٹتا تہا برت و بھنڈار

ہوئے تابع مریدان شاه کے سب
لگے اُس پاس رہنے روز اور شب

گو الرسے خلیفے چار جو شاه
سفر مین لایا تہا لے اپنے ہمراه

حسد سے کہنے لاگے ہو کے باہم
خلافت کے تہے لایق بیگمان ہم

کہ ہیگا شاه یوسف صاحب اولاد
زن و اولاد سے تو ہم ہین آزاد

تجرد سے ہے ہم کو نت سروکار
وہ دنیا کی ہے لذت مین گرفتار

بہت دن سے رفاقت ہے ہماری
کئے ہین ہر سفر مین اسکی یاری

سخن یہ سنکے انکو بولا یوسف
کیا مین دل سے اپنے یہ تصرف

بجا لایا ہون مین مرشد کا فرمان
کرو دریافت گر ہے شک تو اُس آن

مزار شاه پر ہر ایک جا کر
کہے حال اپنا اپنا سب التجا کر

جواب آویگا جو ہی ہمکو مقبول
سدا اُس حکم پر ہم ہونگے مشغول

دیہم کا فاتحہ تہا باری اُس شب
فقیران آئے شہ کے قبر پر سب

خلیفہ ایک اُن چارون سے آکر
کہا یون پہر سلام اسپر ادا کر

کہ میرے حق مین سے کیا حکم عالی
مجہے ارشاد فرما میرے والی

جواب اسکو وہان سے کچھہ نہ آیا
گویا اُس نے جواب صاف پایا

گیا پہر دوسرا اور تیسرا تب
ہوا اُنکا وہی حال اور وہی ڈہب

گیا چوتھا خلیفہ قبر کے پاس
پہر او وہی وہان سے ہو کے بے آس

کہا تب شاه یوسف اب مین جاؤن
اگر کہتے ہو جا کر پوچھ آؤن

خلیفون نے کہے بہتر ہے جاؤ
بھلا اب تم بھی جا کر پوچھ آؤ

گیا ہے شاه یوسف قبر پر تب
کیا تسلیم و کورنش ہو مودب

کہا ای شاه مجہکو حکم کیا ہے
کہ بندہ منتظر فرمان کا ہے

صدا تب قبر سے آئی یکایک
کہ میرا جانشین تو ہیگا بیشک

ہمیشہ تو یہان رہ پاس میرے
رہین گے بعد زین اولاد تیرے

خلیفے چار دو جو ہیں مریدان / یہاں جا ہیں رہیں ہو کے مہمان
اگر ہر سال ہے عرس آ / یہاں کرتے رہیں آکر کے میلا
کیا کر قصد اُن سے مدارا / ضیافت کر انہوں کی آشکارا
غرض یہ سکے وہانسے سب کے گھر / کمر باندھا سفر پر پھر تو ہر ہر
خلیفے چار پھر ہو کر کے تیار / کئے رخصت طلب یوسف یکبار
کہا یوسف کر اب حضرت کا چہلم / ادا کر کے یہانسے جاؤ پھر تم
ہوا ہی فاتحہ چہلم کا بس جب / کئے رخصت طلب یوسف سے تب سب
جدائی سے انہوں کے کرتا یوسف / لگا رونے کو یکسر شاہ یوسف
خلیفوں نے کہے مت رو تو حضرت / ہیں ہم یہاں دل سے حاضر و غائب
رہینگے ملتے جلتے تجھسے ہر سال / بیان کرتے رہینگے اپنا احوال
اگر حاضر ہیں یا غائب نظر سے / بجا لاوینگے تیرا حکم سر سے
ولی اللہ کا جو ہم آستانہ / ہوئے ناگور سے چار و روانہ
تھے آتے عرس کے ایام میں سب / چلے جاتے تھے حاصل کر کے مطلب

کرامت آن ناخدائے سفینہ ولایت

روایت ہے کہ شہر جین کا شاہ / ہوا رحلت سے حضرت کے جو آگاہ
بہت بہات سے افسوس کیا یا / کمال درد سے آنسو بہایا
غلاف ماہتابی خوب بہت / رکھا صندوق میں تیار کر کر
اور ایک عرضی لکھا کر میں کہا / پھر اُس جا سے جہاز یکبار بھیجا
قضارا وہ جہاز یکدم گیا پھوٹ / ستون و تختے اُسکے سب گئے ٹوٹ
وہ صندوق اُنہیں کا یکروز بارے / لگا ناگور کے دریا کنارے
اُسے لینے کو گرچہ لوگ آئے / ولے صندوق کو ہرگز نہ پائے
اٹھانے اُسکو جو کوئی لگے جاتا / تو ہٹ جاکر وہ پیچھے پھر نہ آیا
مع اولاد یوسف وہاں جو آیا / بافضال خدا صندوق پایا
غرض صندوق کو درگاہ میں لائے / غلاف و عرضی انہیں جو نکالتیوں
نہ بھیگا تھا نہ پھاٹا تھا کسی جا / کہیں اُسکو نہیں تھا داغ لاگا
سبھی چھوٹے بڑوں نے دیکھ یہ رنگ / نہایت اپنے دل میں ہو گئے دنگ

کرامت آن صیرفی بازار ولایت

ملاخی کا جزیرہ ہے جو معمور / تھا اُس میں ایک وہاں صراف مشہور
کلہ پوش ایکا ساہوکار تھا وہ / سبھی صراف کا سردار تھا وہ
کئی ہوں جھوٹے سکے کے بنایا / تغلب سے اُسے ہر جا چلایا
گرفتاری کا پہنچا وقت یکبار / دغابازی ہوئی اُسکی نمودار
طلائے آن کا جب گھٹ گیا مان / سراسر ہو گئی ہے سرد دوکان
جو نکلا اُسکا قلب سیم کھوٹا / تو نقد آبرو میں آیا ٹوٹا
پڑی یہ بات کی ہر ایک جگہ دھوم / ہوا اس شہر کے حاکم کو معلوم
اُسے پکڑا منگا کر طوق و زنجیر / کیا ہے قید میں رکھ اُسکو دلگیر
ہوئی ستیا پر کونسل بھی تب / کہ سولی دیجیے اس تقصیر پر اب
تمامی کورٹ اور کمپنی کے جرجر / لگے ہیں قتل پر پھر اُسکے محضر
خبر یہ سنکے وہ سبھی گیا کانپ / لگا کونے میں جا جا رو منہ ڈھانپ
بہت دیوڑکی اپنے کر کے منت / لگا ہی کرنے لگے دل سے عجز و منت
نہیں کوئی سنے فریاد اُسکی / نہ دی ہرگز کسی نے داد اُسکی
ہوئی جب صبح کو شولی مقرر / ہوا فرمان اُسکے مارنے پر

تب اس صراف نے دیکھہ ایسی حالت
جہاز ایک صندل و کہتھیل سی بھر
کہا اس سے کہ خاطر جمع رہ تو
فرنگیونکو بھی سینے بیچ جاکر
پہنچیو اسکو تم دیکھو خبردار
لگی جب سر مین انکی غیب کی دل ہو
نہین آگو کی تہی آہمین عبارت
نصارا دلمین ایک کرکے عبرت
بلاکر سیٹھہ کو بولے کہ اب تو
تجھے کمبختی گھیری ہی مقرر
مگر قادر ولی کو یاد کرکر
فرنگیان تب منگاکر ایک کشتی
وہ کشتی مین کسو کو نین چڑہائے
فرنگی تہا جو حاکم اُس جگا کا
کہا بے آدمی یہہ کسطرح آئی
حسد سے وہ فرنگی دلمین جل جل
وہ نصرانی کے حاکم نے کہا تب
وہانتک جو گئے ہین فیض جاری
تعجب کیا اگر تبلا کرامات
یکایک شب کو ایسا مینھہ برسا
ہوی برسات سو آباد بستی

کیا قادر ولی کی دل سے نیت
روانہ مین کرونگا جلد اُدھر
نگر کچھہ فکر دل مین مکیں ہو
فقیر اس طور سی بولا ڈراکر
کیا یا نینگے گردیو ننگے آزار
ڈرے دلمین بہت کہانے لگے ہول
ہوا تہا پہلے کا مضمون نمازت
لگے کرنیکو سب آپس مین حیرت
ہماری پر مکر کرتا ہے جادو
کہ باندہا ہی کمر تو مفسدی پر
کیا تہا نذر و نیت دے لکے اندر
بھرے تھے مین قلعی و صندلکی لکڑی
سمندر مین اکیلا چھوڑ آئے
وہ کشتی دیکھنے کو آپ آیا
بچا پانی مین سے کیونکر ہوا لائی
کیا ڈھیر ایک جا قلعی و صندل
وہانسے جو منگائے لو منگا اب
ہماری کیون نہین کرتے ہین یاری
ہمارے ملک مین برسا وین برسات
کہ ہر تر سا بچہ آتش کو نرسا
بنا سرسبز سب گلزار ہستی

کہا گر مین بچونگا اس بلا سے
اسی تجویز مین سویا جو صراف
یہ سپنا دیکھکر بھولا ہے رنڈوا
کہ یہہ سیٹھی نفر ہیگا ہمارا
یہ کہہ ہر ایک کو سونا لگایا
اٹھا ہر ایک فرنگی نیند سے ڈر
لکھا تہا یہہ کہ اسکو چھوڑ دینا
کہے پھر ایک سے ایک خوب اسکا حال
یہہ کیسا مکر اور ٹونا مچایا
کہا صراف مین کچہ جانتا نہین
کہا تہا مین قلعی اور صندل
کہے یہ خود بچونگا گر جاوے ناگور
ملاحے سی یکایک وہ جہاز آ
جو جا کشتی یہ دیکھا ناؤ کا رنگ
ستون سے اسکی ایک خط وہان بندہا تہا
خبر یہہ سنکے حضرت کے مریدان
ملاحے سے منگائے ہین جو اسجا
ہوی ہے ملک مین برسات اب کم
یہہ سنکر خادمان باہم مل آئے
وہ سب سامان کو پانی بہاکر
سحر اس حال سے ہو کر خبردار

تو بھیجونگا نذرا وسی اس جگا سے
نظر آیا فقیر ایک خواب مین صاف
کہا پایا مین اب تم نے نہین سونا
ستم اسکا نہین ہرگز گوارا
تسلّم اس مارسے تہا واقع کہا یا
منگاکر قتل کا دیکھے ہین محضر
خطا کا اسکے کچہ بدلا نہ لینا
تبا ہے اپنے پیٹ کی کہال
نظر آیا جو جنتر کا سہایا
مین جادو ٹونا اب پہچانتا نہین
جہاز ایک بھرکے وہان بھیجونگا اول
کرینگے سرسے تیری بیچ کو دور
خدا کے فضل سے ناگور پہنچا
نظر کر اسکو خالی ہو گیا دنگ
کہ اسمین سب لکھا یہ ماجرا تہا
وہ سب اسباب لانیکو گئے وہان
اب ابر گھر منگا سکتے نہین کیا
عزیزان آپکے حیران ہین عالم
حقیقت شیخ یوسف کو سنا کے
شتاب درگاہ مین پہنچایا لاکر
ہوے حیران فرنگی ان کے یکبار

دہانسے لیکے نفیری کا فرمان / پھر اتری نسہرا کو آکر اس آن
تھے ہمراہ اسکے دو کتے شکاری / کہ کرتے تھے قرنت اسکی پاسداری

وہ دونو بیٹھے تھے انپار کر کہ / کہ کنو رہتی مین تہ وارے کے پاس
نکلا ایک ابر اگر اسمین گھیرا / ہوا چرخ و زمین سارا اندہیرا

مچایا آسمان سے رعد نے شور / ہوا ابر بارات کا یکبارگی زور
ہوا فی الفور آندہی کا سمایا / زمین نے ہر طرف طوفان اٹھایا

لگی ہے اسطرح بجلی کڑکنے / کہ دل کہسار کا لاگا دہڑکنے
قیامت کا ہوا ہنگا سہر پا / ہوے اہل زمین سب زیر و بالا

پڑا تہا زلزلہ کا جگمین لرزہ / لگا تہا کانپنے کوشیر و شرزہ
ہوی باد کی آزبس دہار جاری / کہ میٹھی ہو گئی ندی سے کہاری

نکلا ایک جو لگا بادل گرجنے / پہاڑو نکے لگے مین دانت بجنے
زبس چلتا تہا بارا باو بھر بھر / بدن تہا کانپتا جہاڑون تھر تھر

پہاڑ نکا نت وہ بار انکا ہوا جوش / کہ پتا ہو گیا پانی اڑے ہوش
جو دیکھی سینگے اس بارش کا اسلوب / دل عالم گیا ہی فکر مین ڈوب

کوئی جہاڑ کی بارے کا نپتا تہا / کوئی بجلی سے ڈر منہہ ڈہانپتا تہا
غرض اس ماجرے سے ڈرکر وہ مار / چھپی جا پالکی مین لپنے یکبار

وہ دونو کتے تب آکر جہنجوڑے / پکڑ کر چوچیان کو اسکے توڑے
دو لپستان اکیباری پہاڑ کہائے / بدن سے اسکی یکدم خون بہائے

سزا اپنے کئے کی خوب پائی / بلا کی اسکی سر پر آفت آئی
گئی مر یکبیک ہو کر جگر چاک / بفضل حق ہوا حکم جہان پاک

عتیق اللہ بعد از اسکے آیا / خوشی سی ناکپتن بیچ اترا
اتر کر جو لگا کرنے نہاری / کھوڑے گہیرے اسکو یکباری

نظر کر چیونٹیوں کا شور اور شر / اٹہا ہی چہوڑ کہانا ہو مکدر
خفا ہو کر بچہونے پر جو لیٹا / وہان بہی مور کا لشکر لپیٹا

جہاں جاتا تہا وہ تھی چیونٹیاں سات / نہ کل ذکو نہ گذری جیسی سی رات
ستم سی چیونٹیوں کے ہوکے بیزار / کیا ہی کوچ اس بستی سی یکبار

جو بیجاپور کی ندی کو اترا / جفا سے مور کے آرام پایا

کرامت آن صاحب زور ولایت

زمیندار ایک تہا سکل گا ونکا تہا / کہ پالکی ہر دن مین ہانک پڑا تہا
کہیں وہ عرس مین درگہ کو آیا / نیاز و نذر کچھ لاکر چڑھایا

نظر کر وہانکی ہنڈاون کا جو حال / پڑا ہے مال پر دیدہ کیا لال
برا اسکا وقت کمبختی کا آیا / خزانے پر ولی کے دل چلایا

کہان جمع ہوا ہی بہت زر / اٹہا لیجاؤن اسکو تو ہے بہتر
پیادے بہیجکر یکدم وہ بیدین / منگایا پیسے ہنڈاون کے چھین

مجاور اس سے بولے ای ستمگر / زبردستی ہمارا حق پہ مت کر
یہہ ہنڈاون پہ لب الشاہ نکر ہات / سنا آمے سب اچھی نہین بات

نہین اسجا رواہر گز شرارت / خبردار آنکو مت کر تو غارت
زبردستی نکر ظالم کہا مان / نہ بن شداد اور فرعون وہامان

نہ مانا بات انکی وہ زمیندار / چلا وہ مال سارا لیکے یکبار
فقیران بیچوا سکا فرسو ناشاد / کئے درگہ مین جا حضرت سے فریاد

وہانسے تار کے پہنے کا مکا / نکلکر چلدیا کیسر لڑکتا
چلاتہا پالکی مین بیٹھ مردود / ہوا وہ حلقہ آکے آسکی موجود

اٹھا کر اسکو چاہا دیکھنے جب
وہ حلقہ حلق مین لپٹا اچھلکر
بہت کھینچی پر نہ نکلا
ہوا ہی ایکدم دم بند اسکا

وہ تھا یون پہ سا گر وہ نہین جا کر
کہ گردن کٹ پڑی اسکی سراسر
جو دیکھی لوگ اسکی یہہ کرامت
وہ ہندا دن دیکے لا کر امانت

معا توبہ کئے درگاہ مین سب
مرید ہو لیے معافی چاہ کے آپ

کرامت آن خلیفہ خرق عادت

ہی جہاڑ ایک کا جو درگاہ کے پاس
تہا وہان بیٹھا وہ رہبر پاس
جو پہنچا قطب دین کا آخر دن
تہا وہ جہاڑ حکم حق سے اسطور

لا مین کرتا ہون عرض یہی مطلب
ادا کرائی ولی حضرت رب
ہی پہلے یہ سر سایہ نہ اسکا
تہے حضرت بیٹھتے وسے جھکو ٹیکا

کرو کوئی نہ اگر وہان اقامت
نہ بستر ہو کسی کا تا قیامت
ہے دوسری عرض یہ ایک خاص رہبر
نہ ہووے جہاڑ میری تخم سے پھر

یہی ہے عرض میری ای شہنشاہ
کہ بار آور نہ ہووین سال اولاد
رہون نت پہول و پہل سے تازہ و تر
نہ آوے بار جسکا نام محصہ

کہا تہ سبکو ہوا اولاد درکار
تجھے کیون نسل سے اپنی ہی انکار
ہو سب کا اپنے برخوردار کی چاہ
نہین ہے کسلئے وہ تیری دلخواہ

کہا وہ جہاڑ تب ای قطب عالم
بزرگی تجھ سے مین پایا ہون ہردم
زبس مین خوش حین تجھ سے انکا ہون
سراسر جگ مین بابرگ و نوا ہون

سخن وہ اسلئے مین نے کیا تہا
نہ پہلی بیخ میرا تا بری جا
مبادا اس سے کافر بہرہ ور ہو
کسی بدجا یہ خرچ اسکا ثمر ہو

یہ سنکر شہ دعا اسکو دیا ہی
اسے سرسبز دنیا مین کیا ہی
تھی اول جہاڑ کی تب پیڑ چھوٹی
ہوئی ہی پھیلکر اب سخت موٹی

جہان تہا بیٹھا ہر وقت سرور
وہانتک اسکی جڑ پہیلی ہی یکسر
خزان کے ظلم سے ہر دم ہے آزاد
سدا رہتا ہے پہول و پہل سے آباد

کرامت آن اوج گرامی ولایت

ملاحی کے جزیرہ کن ہے یک گاؤن
کہ اس گاؤن کا تہا پڑا ناؤن
گیا قادر کا خادم ایک اسجا
کہا ہے اس سے کوئی شخص وہانکا

کہ رہینگے اس جزیرہ مین ولی ایک
کہ ظاہر او باطن انکا ہے نیک
سدا اہل جہان سے اپنا منہہ پہیر
خدا کی یاد مین بیٹھی ہین ہو سیر

خبر یہ سنکے خادم شاہ کا تب
گیا درویش کے نزدیک یکشب
جو دیکھا ہے وہ اس صحرا کو آکر
ہے وہان لکڑ یکا لکڑ کوٹ یکسر

تہی اس لنگر کو گہیرے لوگ سارے
پڑے ہین آس پاس اسکے کنارے
نیاز و نذر نقد و جنس اکثر
سبہم رکھتی مین اس لنگر مین لاکر

تب اس خادم نے اپنی دین بٹھانا
کہ اندر جا کی انکو دیکھ آنا
ہوا لنگر یہ وہ چڑھنے کو تیار
کہی لوگون نے وانکی وہان خبردار

ہو کوئی آگے چڑھتا ہیگا اسپر
تو گر کے پہوٹتا ہے اسکا سر
کہا خادم نہین قادر ولی کا
کبھی ہرگز نہ سر پہوٹیگا میرا

پھر اوپر چڑھ کے اندر کو گیا وہ
وہ انکے شاہ صاحب سے ملا وہ
فقیر اس سے لئے تعظیم دیکے
لگے کہنے کو پھر وہ اسطرح سے

تجھے کیا تہا نشو بھی تیر سو نکلا
جو تم تشریف لائے ہو کہ اسجا
کہا خادم یہ کیا فرماتے ہو بات
مین آیا آپسے کرنے ملاقات

مسلمان ہو کر قادر کا لیا نام
خدا اسوقت بخشا اسکو آرام
کیا تہا شاہ میران کی جو نیت
ادا اسکو کیا وہ با عقیدت
گیا درگاہ کو وہ نومسلمان
رکہا نذر اور کیا روشن چراغان

کرامت آن چشم چراغ ولایت

کسی ایک گاؤن مین ایک بہنی تہی
کہ دلکی کچہہ مراد اسکی بنی تہی
سوا اسکے دو قلم کا موان کے کہی
سبہونکی ساتہہ ملنا گور چلدی
تمامی منڈلی پہنچی جو ناگور
کہین بہنا رہی اتری ہو مسرور
وہ السی اس جگہ کہی کچہہ گران تہا
طمع سی بہی ہی کہی ایک قلم کا
قلم کا کہی جو لے درگاہ مین آئی
وہین جاتی رہی اسکی بینائی
وہان اندہی ہو لیکر ہاتہہ مین کہی
بہت حیران ہو روتی کہڑی تہی
مجاور روہانکو آ پوچہی اسے تب
تو کیون روتی ہی کیا ہی تیرا مطلب
کہی اندہا ہوا تہا مرد میرا
نہ دستا تہا اجالا اور اندہیرا
دعا مانگی تہی کہ قادر کی نیت
ہوی فضل خدا سے اسکو صحت
تب اپنے گاؤن سی کہی لا قلم کا
یہان بہی مین دہالائی آدہا
مجاور سنکے سب ہی کا احوال
گیا بننے کنے لے اسکو فی الحال
پہر آکر اسکا کہی سارا دلایا
اسی توبہ کرا درگہ مین لایا
دعا مانگی ہی اس نے بہی بزاری
ہوی منظور اسکی خاکساری
دیا سلگائی پہر تب ڈال عن
وہ بڈہی ہوی دو آنکہہ روشن

کرامت آن ثمر نورس گلستان کرامت

تہی ایک کے گہر مین جہاڑ ناریل
کہ جہین پکے پہل بہر کر لگے تہے
وہان ایک آیا جہینکا ایک دن
یقین وہ ناکہیٹن کا تہا ساکن
نظر کر خوب جہاڑونکی ثمر کو
چڑہا ایک جہاڑ پر کسکے کمر کو
کہین مالک نے اسکے دیکہہ یکبار
کہا اسکو نہ چڑہہ اسپر خبردار
خدا کیو اسطے اب اسکو مت توڑ
دیا ہاتہ نام پر قادر کے مین چہوڑ
وہ جہینکا تب جہنجہلا کے بولا
ہی کیا اس ناریل مین سینگ پہوٹا
نمے کہنے سے خدا کی مجکو
مین اسکا ناریل توڑونگا اب تو
معا دو سینگ نکلا ایک پہل سے
عجب کچہہ شاخ پہوٹی ناریل سے
بہت گہبرا کے تب وہ جہاڑ تا بذر
گرا اس جہاڑ سی اوندہا زمین پر
بہت سر پٹہا اور توڑا ہی پہنچا
زبردستی کا بدلا خوب پہنچا
ہوا کمدست نادان بہیجا
اسی اٹہوا کے اسکے گہر کو بہیجا
پڑی اس تا ہی ہر ایک جاگل
ہوا ہی اس جگہ پر سب مع کل
مجاور ناریل کو جلد تڑوائے
ولی اللہ کی درگاہ مین لائے
ہی اب تک ناریل وہ اس جگہ مین
ہوا مشہور یہہ قصہ جہان مین

کرامت آن آشنائے بحر ولایت

سنا ہی مین معتبر جو روایت
یہان لکہتا ہون وہ دو نوکر شت
جہاز ایک شخص کا بہیجو چلا تہا
موافق ہاؤ سے رو پر لگا تہا
لٹیرا تہا ناؤ مین کہر دانجان
گرا ہی جہونک کہا دریا مین آن
گرا پانی مین جب بیہوش کے لاچار
لیا قادر ولی کا نام یکبار
کسی نے غیب سے اسکو پکڑ کر
کہڑا اسکو کیا پتہر کے اوپر
جو دیکہا آنکہہ کو کہول وہ گرد
نظر آیا اسے یک بحر زخار

بجز پانی نہ آتا تہا نظر کچھہ
نہ اپنی اُسکا پایا اثر کچھہ

بہت لاچار و عاجز ہو کہڑا تہا
وہی قادر ولی کا تعلقا تہا

ہوا ہی تیسرے دن فضل حق کا
جہاز اُسجا ہوا ہی یک آ کر پیدا

ہوے ہین دیکھہ اسکو دنگ باہم
کہے دیکھے عجائب ماجرا ہم

کئے جب دوربین سے خوب اسی غور
نظر آیا ہی آدم سا کچھہ طور

کہا پھر اُسنے اپنے سر کا جنجال
پڑے حیرت مین سب سنکے یہ احوال

غرض وہ اپنے گہر جب آن پہنچا
کہو سب کس طرح بیجان پہنچا

کہا مین بچکے آیا ہون کنارے
جلایا قادر مطلق نے بارے

یہہ کرتے ہی جہاز اسکا گیا ڈو
اٹہا وہ اسکو یہ کیسکو تہا مقدور

کہڑا تہا مین روز و شب پریشان
تہا بہو اور یہا سا سخت حیران

خلاصی جونکہ ڈالے ہین اسپر
تو دیکھے ہین کہڑا اکمر مضطر

تعجب اور حیرت کی ہی یہ بات
مقرر اسجگہ کچہ ہی طلسمات

شتابی چہوڑ کر کشتی کو اُسجا
غریق بحر آفت کو اُٹھایا

گئے دریا وہان لمڈور کو پہینک
نہ تہر تہا کہین اسجا نہ تہی ٹہیک

یہ بیچارہ تو دریا مین تہا ڈوبا
نکل آیا ہی وہانسے بچکے کیسا

مجھے امید پھر جینے کی کب تہی
عجب آفت پڑی روز و شب تہی

کرامات آن تنبیہ فرمای منکران ولایت

ہی کرناٹک مین قریہ تریچی کا
جہان پوچھا جتی کا

مراد خلق یہان ہوتی ہی حاصل
بہت ہر ایک کو ہوتا ہی محاصل

مسلمان گئے کیا وہان جا کے دہیان
تو کہیان کاٹتے ہین اسکو اس ان

مسلمانسے جواب اسکو دیا یون
کہ بیجا بات تو بکتا ہی اب کیون

ہی وہ درگاہ بیشک جاگتی جوت
بنے موتی وہان گر آوی ہی یوت

خدا کا فضل وہان شامل ہی ذرت
عیان اس در سے ہی کشف و کرامات

بہت اندہے اور آئے ہی اور معذور
وہانسے پا شفا جاتے ہین مسرور

گیا نہین اسکے در سے کوئی محروم
ہی ہر دم اُسکی فیض عام کی دہوم

وہ ہندو اس سخن سے کرکے انکار
لیا جہٹکے سے گردن پھیر یکبار

پہر اسکی گردن ایسی اکڑی
کہ گویا بنگئی یک سوکہی لکڑی

مجھے ای صاحب ناگور بخشو
× × × × × × × × × ×

مرے منہہ سے اگر نکلی ہے کچھہ بات
کرو تم عفو ای صاحب کرامات

کہا وہان ایک مسلمانسے پوجاری
عجب اس دیو کا ہی فیض جاری

ہی ادنا یہہ کرامات اسکا
کہ مین اسجا مسلمانکو گذارا

تمہارے پیر کی ہی ایسی درگاہ
اگر ہے تو کرو ٹک مجکو آگاہ

نہین دیکہا سنا شاید اہی یادان
جو ہی درگاہ مین ناگور کے شان

اسے ہندو مسلمان مانتے ہین
سب اسکو اپنا قبلہ جانتے ہین

سراسر نور ہی وہ اور یہہ خاک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کرم اسکا ہی نیک و بد پہ یکسان
ہی بیشک ذات اسکی مہربان

یقین ہے ابر رحمت اسکی درگاہ
ہین محتاج اسکی ہر درویش و شاہ

ہوی اسوقت منڈیا اسکی ٹیڑہی
رگونکی بہر گئی گردن مین سیڑی

نپٹ ہو گہبرا وہ بیچارا
لگا ہی عاجزی سی کہنے اُٹھ ہب

× × × × × × × × × ×
کرو آزار میرا دور بخشو

مجھے آزار جو آیا ہے سو جائے
مری گردن تہی جیسی ویسی ہو جائے

اگر مجکو شفا ہو ناتھ برات / تو دونگا نام پر حضرت کے خیرات ۔ دعا مانگا جو تو کر کے باول / خدا اسکو کیا آسان مشکل

بر آیا ہیگا مقصد اسکو سن کا / ہوا آگی سا ہر گردن کا منکا ۔ مراد اسکی ملی جب یا نصیب ہے / فقیرونکو کیا سونے کی خیرات

غرض اسکی کرامت ہے چند در ہے / یقین وہ ذات اصل اللہ صمد ہے ۔ کرامت اسکی ہے بہت اور اک ہی / کری ہے وہ روشن عالم نوازی

ہی نت فریاد رس شاہ و گدا کا / وہ پونا کیون ہو تحکا شا آتا ۔ تمامی عمر اگر ہو جب بیان ہو / کہان ہے اسکی کرامت کا کہان ہو

لکھون گر کرامت اسکی بیان / بڑی اس سے ہیبت ہو وہ کہا ہے ان ۔ وہ الحق مظہر فیض خدا ہے / لقب اسکا تھا وادر ولی ہے

عجب تھا وہ ولی عالم غیب / خلف تھا قطب ربانی سا لاریب ۔ سراپے شاہ با مقصود تھا وہ / کرامت سے سدا معمور تھا وہ

ولی جتنے ہین کرناٹک کے اندر / خدا اسکو کیا ہے ... سب پر سر ۔ بہا انکی اولیا کا ہیگا سلطان / اسی حق نے دیا ہے شوکت و شان

کرم اللہ کا ہوا اس سے ملحق / ہوا اسکی روح پر نت رحمت حق

بیان بزرگان سلسلہ پدری مادری حضرت قادر ولی رح

کیا مذکور مین اسکے حسب کا / بیان کرتا ہون اجداد سب کا ۔ وجود اسکا سدا مقبول رب تھا / عجب عالی حسب عالی نسب تھا

پدر اسکا ہے سید حسین جانی / وہ بیٹا سید موسی کا پہچان ۔ یقین وہ ہے پسر سید علی کا / کہ وہ سید محمد کا ہے بیٹا

پدر اسکا حسن ہے پیر بغداد / ابو اسکا ظہور احمد ہے رکھہ یاد ۔ اور اسکا باپ ہے سید ابی نصر / عماد الدین کا بیٹا صالح عصر

ہے والد اسکا تاج الدین نامی / ہے ابن عبد الرزاق گرامی ۔ وہ ہیگا قطب ربانی کا فرزند / وہ ہے محبوب سبحانی کا فرزند

جو شہ کی والدہ ہے فاطمہ نام / ہے اسکا سلسلہ بھی نیک انجام ۔ پدر سید محمد راہبر ہے / کہ سید فخر دین کا وہ پسر ہے

ہے سید عبد الرزاق اسکا دادا / پدر اسکا ہے فیض اللہ ماجد ۔ ہے والد اسکا عبد اللہ آگاہ / پدر اسکا ہے سید نعمت اللہ

وہ ہے سید جلال الدین کا فرزند / جو ہے سید محمد کا جگر بند ۔ یہان دونون سلسلے ملتے ہین باہم / پہنچتا ہے نسب تا غوث اعظم

ہیے ہین ایک اس جا دونو انساب / ملے دریا مین سنگم ہو و سیلاب ۔ بہہ دو گلہار کے لڑیان ہین کہا خوب / بہہ چندن ہار کے لڑیان ہین کہا خوب

ہین یہہ جو یار دین کے انہار / ہین یہہ دو باغ لطف حق کے گلزار ۔ تھی انکو سدری راہ خدا کی / ہو انکے روح پر رحمت خدا کی

مناجات نامی سراسر سبیات بدرگاہ قاضی الحاجات

بحق اسم اعظم یا الہی / بحق روح آدم یا الہی ۔ بحق احمد مختار یارب / بحق سید ابرار یارب

بحق انبیای برگزیدہ / بحق اولیای حق رسیدہ ۔ بحق آل و اصحاب محمد / بحق تیغ و احباب محمد

بحق ... اطہار احمد / بحق مظہر اسرار احمد ۔ بحق غوث اعظم مرشد دین / بحق زمرۂ اصحاب تمکین

بحق سالک و مجذوب عرفان
بحق طالبان و اصل حق
بحق پیشوایان امامت
بحق اولیاء اللہ و ابدال
بحق عاشقان مست و سرشار
بحق بسملان الفت دوست
بحق عبد قادر شاہ میران
کیا ہی خوش مجھے جسطور دلخواہ
نکالیں گے میری جی کو جو تن سے
بچالے مجکو ای ستار و غفار
وہان ہے عرصہ محشر میں جب آدن
مگّا بارانِ رحمت ہیکر تب
صراط پل پہ جب میرا گذر ہو
تیری دیدار سی کر چشم روشن
نرکہہ محروم اس دولت سی مجہ کو
تیرا ہی نام تواب اور رحمان
ملی یہان مجکو دولت عافیت کی
رہو مجسی دور دایم تنگدستی
تیری غیبی خزانے سے مجھے دے
میرے اہل قرابت اور اولاد
رہیں منصور و مسرور و باجو

بحق واقف اسرار قرآن
بحق ذاکران شاغل حق
بحق رہنمایان کرامت
بحق کاملان صاحب حال
بحق ناظران شوق دیدار
بحق بیدلان وصلت دوست
کہ جسکو تو بہ بخشا شوکت و شان
سنا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
رہی ہمراہ جان ایمان تن سے
عذاب قبر میں مت کر گرفتار
نبی کے سایہ نعلین کو یا دن
بدی کا نامہ اعمال ہو سب
عنایت سی تو اپنے راہبر ہو
تو اس بن کو بنادی رشک گلشن
غنی کر دی تیری ربوبیت سے مجکو
تعجب کیا جو بخشے میری عصیان
وہان دیکہوں میں خوبی عاقبت کی
رہی نزدیک میرے تندرستی
کریمی کے کارخانہ سے مجھے دے
رہیں کونین میں دلشاد و آباد
ہوا سکا دو جہان میں خانہ معمور

بحق والی بزم ولایت
بحق عاکفان گنج تقوی
بحق تابعان خیر امت
بحق راست بازان حقیقت
بحق سکنان چرخ بالا
بحق خواجہ غوث گوالیار
یہ ہی اب ملتجی نامی بیدل
سدا دیسا ہی رکہہ دو جگ میں خوش نام
دم آخر ہو میرا تو ہی ہمدم
تیری افضال سے اول شب گور
دوبارا جب کرےگا زندہ مجہ کو
کرم سی بخش ایسی بردباری
مجھے پہر وہان سی جنت میں جگہہ دے
غرض مجکو میسر ہووے ایکبار
اگرچہ ہوں نہایت میں سیہ کار
قرین رکہہ عشق ختم المرسلین سے
جہانمیں رکہہ سدا آباد مجہ کو
رہی سر پر مہر کے تاشاہی کا تاج
بہر صورت مجھے ای رب عزت
حضور شاہ امیر الملک والا
جہانمیں ہیں جہانتک اہل اسلام

بحق غازی رزم شہادت
بحق حامدان راہ تقوی
بحق واصفان حکم ملت
بحق سرفرازان شریعت
بحق حاملان عرش اعلا
کیا جو کافرون کو مارکے خوار
کہ ہو آسان جلدی ساری مشکل
دو عالم میں ہو میرا احسن انجام
مجھے کر یاد ہو جاوی عدم
نبی انوار سے ایمان کی بہ
تیا مجہمیں نکر شرمندہ
کہ پلہ نیکیوں کا ہووے بہاری
میری قسمت کو کیا رہی جگاد سے
شفاعت سے نبی کے تیری دیدار
پہ ہے دریا رحمت تیرا دیدار
رہوں ابتہ اس حبل المتین سے
غم دنیا سے رکہہ آزاد مجہکو
کسی کا کس کا مت کر مجکو محتاج
فراغت دی فراغت دی فراغت
کہ جو ہو آیا مجہ سے یہ رسالہ
دو عالم میں ہیں بہتر انکے سب کام

سدا دین محمد ہووی غالب
رہو اس دین کا ہر ایک طالب

عدو دین کے سب مردود ہووین
محبان دین کے محمود ہووین

اٹھی بانگ ہو اللہ ایسی ہر سو
کہ جل بھنکر مری ہر ایک نرسو

ہو اب اہل ضلالت سے جہان پاک
بنای شرک ہووے خاک در خاک

رہو قایم نبی کا دین یارب
دعا میری ہو سب آمین یارب

صفت درگاہ فلک اشتباہ و استدعا از حضرت ولی اللہ رحمۃ اللہ

کہون کیا اسکے روضے کی لطافت
ہے لبریز صفا جون باغ جنت

تعالی اللہ عجب درگاہ ہے
نگہ تا باغ رضوان کو چرا ہے

نظر درگاہ پہ اسکی کیا جب
چراغے چاند سے گردون دیا تب

عیان ہے اسطرح ہر ایک مینار
عمود صبح ہو جیسا نمودار

ہے ایک مینار عالی اسکے باہر
بہت بستے ہین وہان طوطے کبوتر

بلندی اس ستون کی اسقدر ہے
کہ نین نظر کو وہان گذر ہے

ہے جالی اسکی ایسی صاف انور
تصدق چرخ کا گنبد ہے اوپر

عجب ہے قبہ نور اسکی درگاہ
جو دیکہا سو کہا سبحان اللہ

ذرا دیکہے کوی گر اسکے در کو
نہ دیکہے پہر کبہی شمس و قمر کو

سراسر روشنی ہے اس مکان کے
دو چندان چمکے تارے آسمان کے

مزار اسکی ضیا سے ہوکے پرنور
بنی ہے سر بسر ایک قطعہ طور

فلک اس آستان پر ہے نگون سر
ملک سے ہین مجاور اسکے در پر

زمین کا وہانکے ہو ہر سنگ رخشان
بنا ہے معدن کوہ بدخشان

زمین خط شعاعی کا بندہا تار
چراغان فلک ہین اسجگا تار

درہواع داور اگر کا وہان سے جا کر
کیا مغز فلک کو سب معطر

بہری ہے جا بجا خوشبو کی مہکار
بنی ہے ہر گل دو دکان عطار

چڑہا نیکو وہان جو لیگیا پہول
خوشی کے بو سے اپنے مین گیا پہول

ملا جو ارگجا تک اسکے در کا
کیا ہے بہت صندل درد سر کا

ہین آگے چار سال اسجا گیا تہا
مشرف اس زیارت سے ہوا تہا

ارادہ ہے کہ پہر میلے مین اس سال
رسالہ نذر لیکر جاون فی الحال

صلہ اسکا شتاب اس شہ سے لیوون
جو کچہ لینا ہے اس درگاہ سے لیوون

ای اللہ کے ولی ای شاہ میران
نہایت ہون مین حیران و پریشان

کہی ناخوش مجہے دنیای مردار
بہت کہلائی دایم رنج و آزار

ستائی یہ مجہے بیباک ناحق
گئی میری جگر کو چاک ناحق

ہون اسکے جور سے مین سخت معذور
سراسر شیشہ دل کو کی چور

سدا کرتی رہی ہے بدسلوکی
مجہے خوشدل نہین ہرگز کبہو کی

نہین اسمین ذرا انصاف کی بو
خبیث ہے بے مروت اور بدخو

حزین ہو تجہ سے مین کرتا ہون فریاد
شتابی ای ولی اللہ دے داد

مطالب جو ہین سب تجکو معلوم
جلامت مجکو اپنے در سے محروم

مجہے اسکا صلہ کردے عنایت
صلہ دینا ہے تیرے جد کی سنت

کیا بہتون پہ اپنا فیض جاری
میری ہی اب تو فرما دستیاری

کیا کفار کے جب کام کو راس
مسلمانکو کریگا کب تو بے آس

کیا تو دشمنون کے ساتہ احسان
کریگا دوستون کو کب پریشان

تجہے قادر بری قدرت دیا ہے
معین بیکسان تجہ کو کیا ہے

شتابی کام کردے مجہ حزین کا
تو پوتا ہے امیر المومنین کا

جیون دنیا مین دایم آبرو سے
قرین کر مجہ کو میرے آرزو سے

جو کچھ باقی ہو ساقیا بھر کے جام
کہ کرتا ہوں اس نسخے کو میں تمام

نصیب اپنے گر صاف ہو یا کہ درد
بہر حال مستی کا ہو وقت برد

بفضل حق کتاب با کرامت
تمامیت کی اب پہنی ہے خلعت

ولی اللہ کا ذکر مطہر
مرے منظوم کو بخشا ہے زیور

جواہر ہیں نہیں یہ روشنائی
کہ ہے لاریب یہ گنج سوائی

زبس ذکر ولی سے ہے یہ بھرپور
بنی ہے بیت یک یک بیت معمور

سراسر ہے کرامت کا خزانہ
ہے قدرت کا بہر اسکا خزانہ

ہو بحر فکر میں یکبار غواص
نکالا ہوں یہ مروارید اخلاص

نئے مضمون کو رنگین کیا ہوں
زمین شعر کو زینت دیا ہوں

مجھے اس بات کا ناحق گمان ہے
ہنر کی قدردانی اب کہاں ہے

پریشان حال ہیں اہل ہنر سب
عزیزوں ہیں جاہل جابجا اب

جو ہی طالع زحز دار ہنر بہ
اگر طالع نباشد دل بغم نہ

کہ جب ہوں یہ رسالہ دیکھکر شاد
کریں مجھکو دعائے خیر سے یاد

مگر صاحب دلی روزی ہو رحمت
کنند در حق این مسکین علے

کرو مت طعن میری سہو پر اب
کہ ہر انسان ہے نسیان سے مرکب

کرو ایسا رسالہ کوئی تصنیف
کرے تا خلق اسکو سنکے تعریف

نہیں تو چپ ہو منہ موچ خاموش
کرو مت دوسروں کو طعن میں جوش

بیان ناظمؔ تو لکھ تاریخ اور نام
بیان کر چلا اسکا سال اتمام

کیا میں فکر تاریخ نظامت
کہا ہاتف نے اشعار کرامت
۱۲۳۲

سن ہجری تھی بارہ سو چھتیس
کہ پائی یہ بنائے نظم تاسیس

نہیں یہ مثنوی ہے کان جوہر
کہاں پہنچے ہے لے تاروں کی گوہر

ہے اسکا لفظ ہر اک درج گوہر
تصدق اسپہ ہو وے برج گوہر

بہار نور کا پھولا ہے گلزار
ہوا ہے کہکشاں اسپر سے بلہار

لہو کر کے پسینا وہ پینے
تراشا لخت دل سے یہ نگینہ

سنیگا جو کوئی یہ نظم دلکش
کریگا شاد ہوا البتہ عش عش

جسے کچھ شاعری میں ہو وے گی راہ
وہی میرے سخن سے ہوگا آگاہ

نہیں تعریف کی امید اصلا
جو یہ سمجھا ہو میں ہے سخت

مجھے ایک بیت آئی اسجگہ یاد
کہا ہے مرحبا کیا خوب بات

میں سایل ہوں گروہ مومنین سے
یہی ہے التماس اب اہل دین سے

غرض نقشیست کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقا

عزیز ور کہ نظر ہیں دور بینی
دیکھو دوسروں کی عیب چینی

اگر قدرت ہے تم بہتر بناؤ
تم ہی مجھ کو کمال اپنا بتاؤ

جو کچھ جوہر ہیں تم میں آ کے بتلاؤ
ہمیں گو را در ہیں میدان آجاؤ

شکایت کی حکایت کرکے موقوف
کرا سکے ختم پر ہمت کو مصروف

ہوئی جب یہ کتاب با سعادت
رکھا میں نام اسکا گنج قدرت

علی روح نبی صل و سلم
وآلہ بیتہ یا رب اکرم

تمت بالخیر

۲۵ ھ ۱۳